Spot CMYK#Waheed

ماہنامہ

التبلیغ

راولپنڈی

ماہنامہ التبلیغ راولپنڈی

بشرفِ دعا

حضرت نواب محمد عشرت علی خان قیصر صاحب رحمہ اللہ

وحضرت مولانا ڈاکٹر تنویر احمد خان صاحب رحمہ اللہ

مدیر
مفتی محمد رضوان

ناظم
مولانا عبدالسلام

مجلسِ مشاورت

مفتی محمد یونس، مفتی محمد امجد، حکیم محمد فیضان، غفار الحق

فی شمارہ.............. 25 روپے

سالانہ.............. 300 روپے

خط وکتابت کا پتہ

ماہنامہ التبلیغ پوسٹ بکس 959

راولپنڈی پوسٹ کوڈ 46000 پاکستان

پبلشرز

محمد رضوان

سرحد پرنٹنگ پریس، راولپنڈی

قانونی مشیر

الحاج غلام علی فاروق

(ایڈووکیٹ ہائی کورٹ)

مستقل رکنیت کے لئے اپنے مکمل ڈاک کے پتہ کے ساتھ سالانہ فیس صرف 300 روپے ارسال فرما کر گھر بیٹھے ہر ماہ ماہنامہ ''التبلیغ'' حاصل کیجئے

ڈاک کا پتہ تبدیل ہوجانے یا ماہنامہ موصول نہ ہونے کی صورت میں رکنیت نمبر کا حوالہ دے کر فوری اطلاع کریں

اس دائرہ میں سرخ نشان آپ کی رکنیت ختم ہونے کی علامت ہے، آئندہ شمارہ رکنیت فیس موصول ہونے پر ارسال کیا جاسکے گا

برائے رابطہ...... ادارہ غفران ٹرسٹ چاہ سلطان گلی نمبر 17

عقب پٹرول پمپ و چمڑا گودام راولپنڈی صوبہ پنجاب پاکستان

فون: 051-5507530-5507270 فیکس: 051-5780728

www.idaraghufran.org

Email: idaraghufran@yahoo.com

ترتیب وتحریر

صفحہ

اداریہ ....عیدکی تیاری..........مفتی محمد رضوان 3

درسِ قرآن (سورہ بقرہ: قسط141).......... لغوقسموں پر مؤاخذہ نہیں .... // // 5

درسِ حدیث ....دنیا میں اجنبی یا مسافر کی طرح رہنے کا حکم.......... // // 10

مقالات ومضامین: تزکیۂ نفس، اصلاحِ معاشرہ واصلاحِ معاملہ

ملفوظات...مفتی محمد رضوان 12

کائنات کا ذرہ ذرہ ایکسرے مشین ہے (حصہ سوم)..........مفتی محمد امجد حسین 19

عید کے دن کے مختصر مسنون ومستحب اعمال..........مفتی محمد رضوان 23

برادرِ محترم حکیم محمد فیضان صاحب رحمہ اللہ (قسط1)......... // // 25

حکیم محمد فیضان صاحب رخصت ہوگئے..........مولانا طارق محمود 33

کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ..........مفتی محمد یونس 36

بچھڑ گیا (مسیحائے قوم کی موت)..........مفتی محمد امجد حسین 39

حکیم صاحب اور بڑوں کی برکت..........مولانا محمد ناصر 41

حکیم محمد فیضان صاحب کا انتقال..........قاری جمیل احمد 44

حکیم محمد فیضان خان صاحب جو اَب ہم میں نہ رہے..........مفتی عبدالواحد قیصرانی 46

کُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ..........ماسٹر عبدالحلیم احقر 47

ماہِ جمادی الاخریٰ: ساتویں نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات..........مولانا طارق محمود 48

علم کے مینار: .... فقہ کی ترتیب وتدوین..........مولانا غلام بلال 50

تذکرۂ اولیاء: ....حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے مروی احادیث..........مولانا محمد ناصر 53

پیارے بچو! ....سائیکل، موٹر سائیکل ایک خطرناک سواری!.......حافظ محمد ریحان 56

بزمِ خواتین ....ازواجِ مطہرات کے نکاح (قسط2)..........مولانا طلحہ مدثر 57

آپ کے دینی مسائل کا حل...... جمعہ کے دن دُرود پڑھنے کی تحقیق (قسط2)...ادارہ 64

کیا آپ جانتے ہیں؟.. مقروض کا قرض ادا کرنے، معاف کرنے اور مہلت دینے کی فضیلت ..مفتی محمد رضوان 73

عبرت کدہ .... حضرت موسیٰ کی بنی اسرائیل کے ایک فرد کی مدد......مولانا طارق محمود 78

طب وصحت.....ابتدائی طبی امداد (First Aid) (پانچویں وآخری قسط).......مفتی محمد رضوان 80

اخبارِ ادارہ .... ادارہ کے شب وروز..........مولانا محمد امجد حسین 85

اخبارِ عالم .... قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں..........حافظ غلام بلال 89

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اداریہ

مفتی محمد رضوان

عید کی تیاری

ماہِ رمضان المبارک، اسلام کے ایک اہم رکن ’’یعنی روزہ‘‘ کی ادائیگی کا مہینہ ہے، اور اس اعتبار سے یہ تمام مہینوں میں ممتاز مہینہ ہے کہ بارہ مہینوں میں سے صرف اس ایک مہینہ کے ساتھ اسلام کا ایک مستقل رکن وابستہ ہے، نیز اسی بابرکت مہینہ میں شبِ قدر ہوتی ہے، جس کو قرآن مجید میں ہزار مہینوں سے بہتر قرار دیا گیا ہے، اور اسی میں قران مجید کا نزول ہوا۔

اس کے علاوہ رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں مسنون اعتکاف کی عبادت ادا کی جاتی ہے، اور مسنون اعتکاف کی عبادت بھی ماہِ رمضان المبارک کے ساتھ خاص ہے۔

پھر تراویح کی نماز اور اس میں پورے قرآن مجید کو پڑھ کر یا سن کر انجام دینے کی سنت بھی اسی مہینہ کے ساتھ وابستہ ہے۔

اور یہ مہینہ اسلامی اعتبار سے گوناگوں خصوصیات کا حامل ہے۔

اس لئے اس مہینہ کی عبادتوں اور خاص کر روزہ کے رکن کی تکمیل کے موقع پر اسلام کا ایک عظیم الشان تہوار رکھا گیا ہے، جس کو عید الفطر کہا جاتا ہے۔

عید الفطر کا تہوار دراصل ماہِ رمضان کی عبادات بطورِ خاص روزہ کے فریضہ سے فراغت کے شکرانہ کے طور پر مقرر کیا گیا ہے۔

اور اس تہوار میں اظہارِ تشکر کے طور پر کئی خوشی والے کام عبادت قرار دیئے گئے ہیں، جن میں صفائی ستھرائی، اچھا اور عمدہ لباس پہننا، اور اچھا کھانا پینا وغیرہ شامل ہیں۔

لیکن عید الفطر کے حوالہ سے مذکورہ اعمال، جو کہ سنت درجہ میں داخل ہیں، ایک تو ان میں اکثر لوگ غلو کرتے ہیں، اور ان کو فرض یا واجب کا درجہ دیتے ہیں، اور عید کی تیاریوں میں حد سے تجاوز کرتے ہیں، جو ریاء کاری اور اسراف وفضول خرچی تک پہنچ جاتا ہے۔

اور دوسرے عید کی تیاری کے لئے جس رقم اور مال سے انتظام کرتے ہیں یا جو مال اس مقصد کے لئے

حاصل کرتے ہیں، اس میں حلال طریقوں اور ذریعوں کی عام طور پر رعایت نہیں کرتے، بلکہ کثرت سے خلاف ورزی کرتے ہیں، چنانچہ کم ناپ کر، کم تول کر، دو نمبر مال فروخت کرکے، غلط بیانی کرکے اور نہ جانے کن کن طریقوں پر عید کی تیاری کرتے ہیں۔

تیسرے جو لوگ رمضان کے فرض روزوں کا اہتمام نہیں کرتے اور معقول عذر کے بغیر رمضان کے سب یا بعض روزے چھوڑ دیتے ہیں، یا روزہ رکھ کر گناہ اور روزہ کی مکروہ چیزوں کا ارتکاب کرتے ہیں، مثلاً غیبت کرنا، جھوٹ بولنا، بدنظری کرنا وغیرہ وغیرہ، وہ عید الفطر کی تیاری میں پیش پیش نظر آتے ہیں۔

حالانکہ عید الفطر کی اصل خوشی کا حق اس کو ہے، جس نے رمضان کے اعمال کو صحیح طرح انجام دیا ہو، اور رمضان کی قدر کی ہو، اور رمضان کی قدر دانی میں یہ بھی داخل ہے کہ ہر قسم کے گناہوں سے بچا جائے، لہٰذا رمضان المبارک کے اعمال میں کوتاہی اختیار کرکے اور خاص طور پر ناجائز طریقوں سے مال حاصل کرنے کے گناہوں اور روزوں کے ضیاع کا ارتکاب کرکے عید کی تیاری کرنا سراسر ناانصافی میں داخل ہے۔

اللہ تعالیٰ فہمِ سلیم عطا فرمائے۔ آمین۔

(سورہ بقرہ قسط141،آیت225) مفتی محمد رضوان

لغو قسموں پر مؤاخذہ نہیں

لَا یُؤَاخِذُکُمُ اللّٰہُ بِاللَّغْوِ فِیْٓ اَیْمَانِکُمْ وَلٰکِنْ یُّؤَاخِذُکُمْ بِمَا کَسَبَتْ قُلُوْبُکُمْ وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ حَلِیْمٌ (سورۃالبقرۃ، رقم الآیۃ ۲۲۵)

ترجمہ: نہیں مؤاخذہ کرے گا تمہارا، اللہ تمہاری لغو قسموں پر، اور لیکن مؤاخذہ کرے گا، تمہارا اُن میں جو کمایا تمہارے دلوں نے، اور اللہ غفور ہے، حلیم ہے (سورہ بقرہ)

تفسیر وتشریح

مذکورہ آیت میں یہ حکم بیان کیا گیا ہے کہ جو قسمیں لغو طریقہ سے زبان سے جاری ہوں، اُن پر اللہ کی طرف سے مؤاخذہ اور پکڑ نہیں ہوگی، البتہ جس قسم میں دل کا عمل دخل ہو، اس پر مؤاخذہ ہوگا، اور اللہ کی طرف سے لغو قسم پر مؤاخذہ نہ فرمانے کی وجہ یہ ہے کہ اللہ غفور یعنی انتہائی مغفرت فرمانے والا ہے، اور اگر کوئی دل سے قسم کھائے، تو اس پر بے شک مؤاخذہ ہے، لیکن اللہ حلیم یعنی انتہائی بردبار ہے، اس لئے اللہ کی طرف سے اس قسم کے گناہ پر ہمیشہ فوری مؤاخذہ نہیں ہوتا، بلکہ اللہ کی طرف سے توبہ کی مہلت دی جاتی ہے، یا حکمت کی وجہ سے مؤاخذہ کو مؤخر کر دیا جاتا ہے۔ [1]

قرآن مجید میں ہی دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

لَا یُؤَاخِذُکُمُ اللّٰہُ بِاللَّغْوِ فِیْٓ اَیْمَانِکُمْ وَلٰکِنْ یُّؤَاخِذُکُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَیْمَانَ فَکَفَّارَتُہٗٓ اِطْعَامُ عَشَرَۃِ مَسٰکِیْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَہْلِیْکُمْ اَوْ کِسْوَتُہُمْ اَوْ تَحْرِیْرُ رَقَبَۃٍ فَمَنْ لَّمْ یَجِدْ فَصِیَامُ ثَلٰثَۃِ اَیَّامٍ ذٰلِکَ کَفَّارَۃُ اَیْمَانِکُمْ اِذَا حَلَفْتُمْ

---

[1] (لا یؤاخذکم اللہ باللغو) الکائن (فی أیمانکم) وھو ما یسبق إلیہ اللسان من غیر قصد الحلف نحو واللہ وبلی واللہ فلا إثم علیہ ولا کفارۃ (ولکن یؤاخذکم بما کسبت قلوبکم) أی قصدتہ من الأیمان إذا حنثتم (واللہ غفور) لما کان من اللغو (حلیم) بتأخیر العقوبۃ عن مستحقھا(تفسیر الجلالین،تحت سورۃالبقرۃ، رقم الآیۃ ۲۲۵)

وَاحْفَظُوْا أَيْمَانَكُمْ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ آيَاتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ (سورة المائدة، رقم الآية ٨٩)

ترجمہ: نہیں مؤاخذہ کرے گا اللہ تمہارا، تمہاری لغو قَسموں پر، لیکن وہ مؤاخذہ کرے گا ان قَسموں پر، جنہیں تم منعقد کرو، سو اس کا کفارہ کھانا دینا ہے دس مسکینوں کو اوسط درجہ کا جو تم اپنے گھر والوں کو کھلاتے ہو، یا دس مسکینوں کو کپڑا پہنانا یا گردن (یعنی غلام) کو آزاد کرنا ہے، پھر جو یہ نہ پائے (یعنی ان تینوں چیزوں میں سے کسی چیز کی طاقت نہ ہو) تو تین دن کے روزے رکھنے ہیں، یہ کفارہ ہے تمہاری قسموں کا جب تم حلف اٹھاؤ، اور حفاظت کرو اپنی قسموں کی، اسی طرح بیان کرتا ہے اللہ تمہارے لیے اپنی آیات کو، تاکہ تم شکر کرو (سورہ مائدہ)

ان آیات سے معلوم ہوا کہ لغو قَسم وحلف پر مؤاخذہ نہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

أُنْزِلَتْ هَذِهِ الآيَةُ :(لا يُؤَاخِذُكُمُ اللَّهُ بِاللَّغْوِ فِي أَيْمَانِكُمْ) فِي قَوْلِ الرَّجُلِ :لاَ وَاللَّهِ وَبَلَى وَاللَّهِ "(بخاری، رقم الحديث ٤٦١٣)

ترجمہ: (سورہ بقرہ کی) یہ آیت کہ:

"لا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْ أَيْمَانِكُمْ"

"نہیں مؤاخذہ کرے گا تمہارا، اللہ لغو کے ساتھ تمہاری قسموں میں"

آدمی کے اس طرح کہنے کے بارے میں نازل ہوئی کہ "لا واللہ" اور "بلیٰ واللہ" یعنی نہیں اللہ کی قسم، اور ہاں اللہ کی قسم (بخاری)

مطلب یہ ہے کہ لغو قسم وہ کہلاتی ہے کہ جس میں آدمی کی زبان سے اختیار اور ارادہ وقصد کے بغیر قسم کے الفاظ نکل جائیں، اور اس کے دل میں قسم کھانے کا ارادہ نہ ہو، خواہ وہ قسم ماضی کے زمانہ سے متعلق ہو، یا آئندہ کے زمانہ سے متعلق ہو، اور جو قسم ارادہ وقصد سے کھائی جائے، اس پر مؤاخذہ ہے۔

اور بعض حضرات نے فرمایا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو قسم کسی گزشتہ یا حال کے واقعہ پر اس کو کسی غلط فہمی کی وجہ سے سچ سمجھتے ہوئے اُٹھائی جائے، اور واقعہ اس کے خلاف ہو، وہ لغو کہلاتی ہے، مثلاً کسی نے یہ قسم اٹھائی کہ بارش فلاں دن ہوئی تھی، اور وہ اسی دن بارش ہونے کا دل میں یقین رکھتا ہے، مگر واقعہ اس کے خلاف

ہو، اور بارش کسی اور دن ہوئی ہو۔ [1]

پھر جو قسم گزشتہ یا حال کے زمانہ سے متعلق غلط فہمی کی وجہ سے کھائی جائے، یا بغیر اختیار کے زبان سے ادا ہوجائے، اس میں تو کفارہ واجب نہیں، اور اگر آئندہ زمانہ سے متعلق کوئی قسم غلط فہمی کی بنیاد پر یا قصد وارادہ کے بغیر کھائی جائے، اور اس کے خلاف لازم آجائے، تو حنفی فقہائے کرام کے علاوہ بعض دوسرے فقہائے کرام کے نزدیک اس کا کفارہ بھی واجب نہیں، جبکہ حنفیہ کے نزدیک اس کا کفارہ واجب ہے، مثلاً کسی کو دل میں یقین تھا کہ فلاں شخص فلاں دن سفر سے آئے گا، اور اس نے اس پر قسم اٹھالی، یا بغیر ارادہ کے زبان سے اس طرح قسم کے الفاظ نکل گئے، پھر وہ شخص اس دن نہیں آیا، تو حنفیہ کے نزدیک اس کا کفارہ واجب ہوگا، جبکہ بعض دیگر فقہاء کے نزدیک کفارہ واجب نہیں ہوگا۔ [2]

---

[1] اليمين اللغو :اختلف العلماء فى تحديد المراد منها، فقال الجمهور :هى أن يخبر عن الماضى أوعن الحال على الظن أن المخبر به كما أخبر، وهو بخلافه، فى النفى والإثبات .وبعبارة أخرى :هى أن يحلف على شىء يظنه كما حلف، فلم يكن كذلك .مثل قول الحالف :(والله ماكلمت زيدا) وفى ظنه أنه لم يكلمه، و :(والله لقد كلمت زيدا) وفى ظنه أنه كلمه، وهو بخلاف الواقع .أو يقول :(والله إن هذا الطائر لغراب) وفى ظنه أنه كذلك، ثم تبين فى الواقع أن الطائر حمام مثلا.

وقال الشافعى:لغو اليمين :ما لم تنعقد عليه النية .أو بعبارة أخرى :يمين اللغو :هى التى يسبق اللسان إلى لفظها بلا قصد لمعناها، أو يريد اليمين على شىء ، فسبق لسانه إلى غيره، بدليل قوله تعالى :(لا يؤاخذكم الله باللغو فى أيمانكم، ولكن يؤاخذكم بما عقدتم الأيمان)وروى عن ابن عمر وابن عباس وعائشة رضى الله عنهم أنهم قالوا :هو قول الرجل :لا والله، وبلى والله ولأن ما سبق إليه اللسان من غير قصد لا يؤاخذ به، كما لو سبق لسانه إلى كلمة الكفر(الفقه الاسلامى وادلتهٔ للزحيلى، ج۴ص ۲۴۴۶، ۲۴۴۷، الباب السادس، المبحث الاول، انواع اليمين)

[2] واتفق الفقهاء على أن يمين اللغو لا كفارة فيها، لقوله تعالى :(لا يؤاخذكم الله باللغو فى أيمانكم) ولأنها يمين غير منعقدة، فلم تجب فيها كفارة، ولأنها لا يقصد بها المخالفة، فأشبه ذلک ما لو حنث ناسيا .

والشافعية يرون أن يمين اللغو تكون على أمر فى الماضى أو الحال أو المستقبل؛ لأن الأدلة التى ذكروها لم تفرق بين الماضى والمستقبل، فكان الحلف لغوا على كل حال.

والحنفية يقولون :لا لغو فى المستقبل، بل اليمين على أمر فى المستقبل تعتبر يمينا منعقدة، وتجب فيها الكفارة إذا حنث الحالف، سواء قصد اليمين أو لم يقصد، وإنما تختص يمين اللغو فى الماضى أو الحال فقط بدليل قوله تعالى:

(لا يؤاخذكم الله باللغو فى أيمانكم)واللغو فى اللغة :اسم للشىء الذى لا حقيقة له، بل على ظن من الحالف أن الأمر كما حلف عليه، والحقيقة بخلاف ذلک، وهكذا اليمين على أمر فى

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور قسم کا کفارہ یہ ہے کہ دس مسکینوں وناداروں کو اوسط درجہ کا دووقت پیٹ بھر کھانا کھلائے، یا دس مسکینوں کو لباس فراہم کرے، یا ایک شرعی غلام و باندی (اگر میسر ہو) آزاد کرے، اور اگر ان میں سے کسی چیز کی قدرت نہ ہو، مثلاً کوئی شخص غریب و مسکین ہو، تو پھر تین دن کے روزے رکھے۔

اور اگر تین دن روزہ رکھنے یا دس مسکینوں کو کھانا کھلانے کے بجائے دس صدقۂ فطر کے برابر رقم دے دے، تو بھی جائز ہے۔ [1]

ملحوظ رہے کہ لغو قسم کے علاوہ ایک قسم کو عربی میں ''یمینِ منعقدہ'' کہا جاتا ہے، اور قسم کی ایک تیسری قسم کو عربی میں یمینِ غموس کہا جاتا ہے، جس کا ذکر ان شاء اللہ تعالیٰ آگے سورہ مائدہ میں آئے گا۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ الماضی أو الحال، فهو مما لا حقيقة له إذ ليس فيه قصد اليمين :وهو المنع عن شيء أو الحث على شيء ، فكان لغوا .أما اليمين في المستقبل فهي يمين منعقدة، كما سيأتي بيانه في اليمين المعقودة(الفقه الاسلامي وادلتهٗ للزحيلي، ج۴ص ۲۴۴۶، ۲۴۴۷، الباب السادس، المبحث الاول، انواع اليمين)

إن سبق لسانه إلى لفظ اليمين بالله تعالى بلا قصد، فلا تنعقد عند الجمهور (غير الحنفية) وهي يمين اللغو، ولا يتعلق به كفارة، أو قصد الحلف على شيء ، فسبق لسانه إلى غيره .

وقال الحنفية:انعقدت الكفارة؛ لأن يمين اللغو التي لاحكم لها أصلا ولا كفارة لها :هي أن يخبر عن الماضي أو عن الحال، على الظن أن المخبر به كما أخبر، وهو بخلافه في النفي أو الإثبات .

كمن قال :والله مادخلت هذه الدار وفي ظنه أنه كذلك، والأمر بخلافه، أو رأى طيرا من بعيد، فظن أنه غراب، فحلف، فإذا هو حمام، ويمين اللغو عند الجمهور :هي اليمين التي تجري على لسان الحالف (سواء كان في الماضي أو الحال أو المستقبل) من غير قصد اليمين، كأن يقول :لا والله، أو بلى والله، أو كان يقرأ القرآن، فجرى على لسانه اليمين.

والحاصل أن الحنفية يقولون :لا لغو في المستقبل، بل اليمين على أمر في المستقبل تعتبر يمينا منعقدة، وتجب فيها الكفارة إذا حنث الحالف، سواء قصد اليمين أو لم يقصد، وإنما تختص يمين اللغو في الماضي أو الحال فقط، بحسب الظن من الحالف أن الأمر كما حلف، والحقيقة بخلاف ذلك(الفقه الاسلامي وادلتهٗ للزحيلي، ج ۱ ص ۱۶۴، ۱۶۵، مقدمات ضرورية عن الفقه، المطلب الثاني عشر)

[1] كفارة اليمين :اتفق الفقهاء في وجوب الإطعام في كفارة اليمين بالله تعالى إذا حنث فيها على التخيير بينه وبين الكسوة وتحرير الرقبة، فإن عجز فصيام ثلاثة أيام،لقوله تعالى :(لا يؤاخذكم الله باللغو في أيمانكم ولكن يؤاخذكم بما عقدتم الأيمان فكفارته إطعام عشرة مساكين من أوسط ما تطعمون أهليكم أو كسوتهم أو تحرير رقبة فمن لم يجد فصيام ثلاثة أيام ذلك كفارة أيمانكم إذا حلفتم .(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۵، ص ۱۱۶، مادة ''اطعام''، كفارة اليمين)

ہندوستان، پاکستان کے اکابر کی تائیدات وتصدیقات
کے ساتھ اضافہ واصلاح شدہ ایڈیشن

بسلسلہ: اصلاحِ افکار

مولانا عبیدُ اللہ سندھی کے افکار
اور
تنظیمِ فکرِ ولیُ اللّٰہی کے نظریات
کا تحقیقی جائزہ

فلسفہ وفکرِ ولیُ اللّٰہی اور مولانا عبیدُ اللہ سندھی کے متعلق اہلِ علم واہلِ افتاء کی آرا
تنظیم فکرِ ولی اللّٰہی کی حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی کی طرف نسبت کی حقیقت۔
مولانا عبیداللہ سندھی کی طرف منسوب غیر معتدل وشاذ افکار پر کلام
مولانا سندھی اور تنظیمِ فکرِ ولی اللّٰہی کے متعلق متعدد اکابر
اوراہلِ علم واہلِ قلم حضرات کی آراء، تحریرات وفتاویٰ

مؤلف
مفتی محمد رضوان

بسلسلہ: اسلامی مہینوں کے فضائل واحکام
اضافہ واصلاح شدہ ساتواں ایڈیشن

ماہِ رمضان
کے
فضائل واحکام

اس کتاب میں قرآن وحدیث اورفقہ کی روشنی میں اسلامی سال کے نویں مہینہ ''ماہِ رمضان'' اوراس سے متعلق فضائل واحکام، منکرات وبدعات کوتفصیل کے ساتھ بیان کیا گیاہے۔ چنانچہ رمضان کے مہینہ کے فضائل واحکام، چاند کے فضائل واحکام، روزہ کے فضائل واحکام، سحری کے فضائل واحکام، افطاری کے فضائل واحکام، لیلۃ القدر کے فضائل واحکام اوران سے متعلق رائج منکرات واصلاحات کومدلل ومفصل انداز میں بیان کیا گیاہے، ساتھ ہی تراویح اور مسنون اعتکاف کی فضیلت واہمیت پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔

مصنِّف
مفتی محمد رضوان

(بسلسلہ: نماز کے فضائل واحکام)

نمازِ تراویح
کے فضائل واحکام

رمضانُ المبارک کے ایک اہم عمل نمازِ تراویح کے تفصیلی فضائل واحکام
نمازِ تراویح اوراُس میں قرآن مجید کی تلاوت وسماعت کی فضیلت واہمیت
نمازِ تراویح کی مسنون تعداد کے ثبوت پر تفصیلی دلائل اورشبہات کا ازالہ
نمازِ تراویح کی جماعت، امامت واقتداء کے احکام
تراویح کی نماز میں سجدۂ تلاوت اور رکعت میں غلطی واقع ہوجانے کے احکام
نمازِ وتر اوراس کی جماعت کے احکام
تراویح کی نماز سے متعلق اہم مسائل پر تحقیقی کلام

مصنِّف
مفتی محمد رضوان

نفل، سنت اور واجب
اعتکاف
کے فضائل واحکام

نفل ومستحب، مسنون اور واجب اعتکاف کے تفصیلی فضائل واحکام
نفل ومستحب اعتکاف کی فضیلت اوراُس کے اوقات واحکام
مسنون اعتکاف کی فضیلت اوراُس کے اوقات واحکام
واجب اعتکاف کی حقیقت اوراُس کے اوقات واحکام
اور متعلِّقہ تحقیقی مسائل پر مفصَّل ومدلَّل کلام

مصنِّف
مفتی محمد رضوان

ملنے کا پتہ

کتب خانہ: ادارہ غفران، چاہ سلطان، گلی نمبر 17 راولپنڈی
فون: 051-5507270

درسِ حدیث مفتی محمد رضوان

احادیثِ مبارکہ کی تفصیل وتشریح کا سلسلہ

دنیا میں اجنبی یا مسافر کی طرح رہنے کا حکم

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَا لِيْ، وَلِلدُّنْيَا، إِنَّمَا مَثَلِيْ وَمَثَلُ الدُّنْيَا كَمَثَلِ رَاكِبٍ، قَالَ فِيْ ظِلِّ شَجَرَةٍ فِيْ يَوْمٍ صَائِفٍ، ثُمَّ رَاحَ وَتَرَكَهَا (مسند احمد، رقم الحديث ۴۲۰۸، باسناد حسن)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے دنیا سے کیا غرض، میری اور دنیا کی مثال تو اس سوار کی سی ہے جو گرمی کے دن میں تھوڑی دیر ستانے (یعنی آرام کرنے) کے لیے کسی درخت کے سائے تلے ٹھہرا، پھر چل پڑا، اور اس درخت کے سایہ کو چھوڑ دیا (مسند احمد)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ:

اِضْطَجَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى حَصِيْرٍ، فَأَثَّرَ فِيْ جَنْبِهٖ، فَلَمَّا اسْتَيْقَظَ، جَعَلْتُ أَمْسَحُ جَنْبَهٗ، فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، أَلَا آذَنْتَنَا حَتّٰى نَبْسُطَ لَكَ عَلَى الْحَصِيْرِ شَيْئًا؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا لِيْ وَلِلدُّنْيَا؟ مَا أَنَا وَالدُّنْيَا؟ إِنَّمَا مَثَلِيْ وَمَثَلُ الدُّنْيَا كَرَاكِبٍ ظَلَّ تَحْتَ شَجَرَةٍ، ثُمَّ رَاحَ وَتَرَكَهَا (مسند احمد، رقم الحديث ۳۷۰۹، باسناد صحيح)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک چٹائی پر لیٹے ہوئے تھے، جس کے نشانات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلوئے مبارک پر پڑ گئے تھے، جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے تو میں آپ کے پہلو پر ہاتھ پھیرنے لگا اور میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! آپ ہمیں حکم فرماتے کہ ہم اس چٹائی پر کچھ بچھا دیتے؟ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے دنیا سے کیا غرض، مجھے دنیا سے کیا مطلب، میری اور دنیا کی مثال تو اس سوار کی سی ہے جو تھوڑی دیر ستانے (یعنی آرام کرنے) کے لیے کسی درخت کے سائے تلے ٹھہرا، پھر اسے چھوڑ کر چل پڑا (مسند احمد)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهِ عُمَرُ، وَهُوَ عَلٰى حَصِيْرٍ قَدْ أَثَّرَ فِيْ جَنْبِهٖ، فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ، لَوِ اتَّخَذْتَ فِرَاشًا أَوْثَرَ مِنْ هٰذَا؟ فَقَالَ: مَا لِيْ وَلِلدُّنْيَا؟ مَا مَثَلِيْ وَمَثَلُ الدُّنْيَا، إِلَّا كَرَاكِبٍ سَارَ فِيْ يَوْمٍ صَائِفٍ، فَاسْتَظَلَّ تَحْتَ شَجَرَةٍ سَاعَةً مِّنْ نَهَارٍ، ثُمَّ رَاحَ وَتَرَكَهَا (مسند احمد، رقم الحديث ۲۷۴۴، باسناد صحيح)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حضرت عمر رضی اللہ عنہ داخل ہوئے، اور اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک چٹائی پر لیٹے ہوئے تھے، جس کے نشانات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلوئے مبارک پر پڑ گئے تھے، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اگر آپ ان نشانات سے بچنے کے لے ایک بستر بنالیتے، تو اچھا تھا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے دنیا سے کیا مطلب، میری اور دنیا کی مثال تو اس سوار کی سی ہے جو گرمی کے دن میں تھوڑی دیر دن کے وقت میں ستانے (یعنی آرام کرنے) کے لیے کسی درخت کے سائے تلے ٹھہرا، پھر اسے چھوڑ کر چل پڑا (مسند احمد)

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِبَعْضِ جَسَدِيْ، فَقَالَ: يَا عَبْدَ اللّٰهِ، كُنْ فِي الدُّنْيَا كَأَنَّكَ غَرِيْبٌ، أَوْ كَأَنَّكَ عَابِرُ سَبِيْلٍ، وَعُدَّ نَفْسَكَ مِنْ أَهْلِ الْقُبُوْرِ (سنن ابنِ ماجه، رقم الحديث ۴۱۱۴) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے جسم کا ایک حصہ پکڑ کر فرمایا کہ اے عبداللہ! دنیا میں اس طرح رہو، گویا کہ آپ اجنبی ہیں، یا گویا کہ آپ راستہ سے گزرنے والے (مسافر) ہیں، اور خود کو قبر والوں میں (یعنی مردہ) شمار کرو (سنن ابنِ ماجہ)

مطلب یہ ہے کہ انسان کو دنیا میں اس طرح رہنا چاہئے، جیسا کہ کوئی پردیس اور اجنبی جگہ میں ہوتا ہے، یا پھر سفر میں ہوتا ہے، اس لئے دنیا سے دل نہیں لگانا چاہئے، اور موت یقینی ہے اور وہ کسی بھی وقت آسکتی ہے، اس لئے انسان کو ہمہ وقت موت کے لئے تیار رہنا چاہئے، اللہ تعالیٰ توفیق عطاء فرمائے۔

---

[1] قال شعيب الارنؤوط: حديث صحيح دون قوله " : وعُدَّ نفسک من أهل القبور "فهو حسن لغيره، ليث -وهو ابن أبي سليم -وإن كان ضعيفًا -قد توبع (حاشية سنن ابنِ ماجه)

مقالات ومضامین مفتی محمد رضوان

ملفوظات

بزدلی کی مذمت

(یکم فروری 2016)

فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بزدلی سے پناہ طلب فرمائی ہے۔

ارشاد ہے کہ: ”اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْجُبْنِ“

کہ اے اللہ میں بزدی سے آپ کی پناہ طلب کرتا ہوں۔

جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام کی نظر میں بزدلی بُری خصلت ہے، اوراس کے مقابلہ میں شجاعت اور بہادری اچھی خصلت ہے۔

مگر افسوس کہ آج کل بہت سے دیندار بھی بزدلی کی بری خصلت کا شکار ہوگئے ہیں، بلکہ بہت سے صوفیائے کرام بھی اس خصلتِ بد کا شکار ہیں، حالانکہ تصوف اور طریقت کے شعبہ میں بزدلی کو اخلاقِ رذیلہ میں شمار کیا گیا ہے۔

اور تصوف وطریقت کا موضوع ہی اصلاحِ اخلاق ہے، مگر ہم دیکھتے ہیں کہ آج کل بڑے بڑے مشائخ اس بُری خصلت پر تواضع اور عاجزی کا لیبل چڑھا کر خوش فہمی میں مبتلا نظر آتے ہیں، یہ سب کم علمی اور شیطانی تلبیس ہے، کیونکہ بزدلی اور چیز ہے جو کہ بری خصلت ہے، اور تواضع اور چیز ہے جو کہ اچھی خصلت ہے۔

بزدلی میں انسان کم ہمتی اور پست ہمتی کا شکار ہوجاتا ہے، اور ہمت کی کمی اور پستی کی صورت میں انسان ترقی نہیں کرسکتا، نہ دین میں اور نہ دنیا میں، جبکہ تواضع اختیار کرنے والا رفعت اور بلندی اور عزت والے مقام کو حاصل کرتا ہے، اس لئے بزدلی کو اچھی صفت اور اس سے بڑھ کر تواضع شمار کرنا سراسر غلط فہمی ہے۔

طب وصحت کی معلومات کی اہمیت

(02 فروری 2016)

فرمایا کہ ہر انسان کو طب وصحت سے متعلق ضروری اور مفید باتوں اور چیزوں کا علم حاصل کرنا بہت ضروری ہے،

جس میں حفظانِ صحت کے ساتھ ساتھ بیماری ومرض کے دور کرنے کی ضروری تدابیرواسباب داخل ہیں۔

آج کل عام طور پر طب وصحت کے بنیادی اصولوں سے واقفیت نہ ہونے کی وجہ سے بہت سی جسمانی بیماریاں وجود میں آرہی اور بڑھ رہی ہیں، اور طب وصحت اور حفظانِ صحت کے بہت سے اصول وقواعد یا تدابیرواسباب ایسے ہیں کہ اضافی خرچ کے بغیر بآسانی اپنی زندگی میں ان کو اختیار کرکے مستفید ہوا جاسکتا ہے، اوران کو اختیار کرنے کی وجہ سے اپنی زندگی کے معمولات میں بھی خلل واقع نہیں ہوتا۔

مگرانسان کم علمی، ناواقفیت وغیرہ کی وجہ سے بعض اوقات مہلک امراض میں مبتلا ہوجاتا ہے، پھر بعض اوقات اس کے علاج ومعالجہ پر زندگی بھر کی کمائی لگ جاتی ہے، اور بعض اوقات گھر باراور ضروری سواری وغیرہ بھی علاج ومعالجہ کی خاطر فروخت کرنی پڑجاتی ہے، اس لئے میری رائے میں حفظانِ صحت اور طب وصحت سے متعلق بنیادی معلومات کا ہونا موجودہ دور میں بہت ضروری ہوچکا ہے، بندہ کی ایک تازہ کتاب ''حسنِ معاشرت اورآدابِ زندگی'' میں اس موضوع پر کافی چیزیں جمع کردی گئیں ہیں، اس کا مطالعہ بہت مفید ہے۔

مختلف بیماریوں سے حفاظت کے لئے مسواک کی اہمیت

(02فروری2016)

فرمایا کہ منہ اور دانتوں کی صفائی بے شمار جسمانی بیماریوں سے حفاظت کا ذریعہ ہے، موجودہ تحقیقات سے بھی یہ بات پایۂ ثبوت تک پہنچ چکی ہے کہ منہ اور دانتوں کی صفائی کا اہتمام کرنے سے انسان کئی قسم کی مہلک اورخطرناک بیماریوں سے محفوظ رہ سکتا ہے۔

اسلام میں دانتوں اور منہ کی صفائی کی جو اہمیت ہے، وہ بالکل واضح ہے، ہر نماز کے لئے وضو کرتے وقت مسواک کی بڑی اہمیت ہے، اگرصرف فرض نمازوں کا معاملہ لیا جائے، تو دن رات میں پانچ مرتبہ نماز اور وضو کے وقت مسواک سے، منہ اور دانتوں کی صفائی ثابت ہوجاتی ہے، پھراس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سوکر اٹھتے ہی بھی مسواک کرنا ثابت ہے، جس کے بارے میں تحقیقی بات یہ ہے کہ اس موقع پر مسواک کا اہتمام وضو سے پہلے ہوتا تھا، پھراس کے بعد تہجد یا فجر کی نماز کے لئے وضو کرتے ہوئے دوبارہ مسواک کا اہتمام ہوتا تھا، نیز سونے سے پہلے اور گھر میں داخل ہوتے اور نکلتے وقت مختلف اوقات میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مسواک کرنے کا ثبوت ملتا ہے۔

اگرآج نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اس ایک پاکیزہ سنت کو اہتمام کے ساتھ اختیار کرلیا جائے، تو آج کی زندگی

میں کئی مسائل وامراض سے نجات مل سکتی ہے،اورسنت وآخرت کاثواب، جوکہ اصل ہے، وہ اپنی جگہ ہے۔

دوسرے کے بھروسہ پر کام کرنا

(02فروری2016)

فرمایا کہ کسی کام کودوسرے کے بھروسہ پرنہیں چھوڑنا چاہئے، آج کل بہت سے لوگوں کومختلف کاموں میں ناکامی اور خسارہ کا سامنا صرف اس لئے کرنا پڑجاتا ہے کہ وہ کام دوسرے کے بھروسہ پرشروع کردیتے ہیں، اور دوسرا یاتواس کام کو ذمہ داری سے انجام نہیں دیتا، یااس میں خیانت کاارتکاب کرتا ہے، اوراس طرح سے وہ کام ٹھپ ہوکررہ جاتا ہے، بلکہ کئی مرتبہ بہت بڑا مالی نقصان بھی پیش آجاتا ہے، اس لئے جب بھی کوئی کام شروع کریں، اس میں دوسرے پرتکیہ وبھروسہ کرکے اور خود ہاتھ پر ہاتھ رکھ کرنہ بیٹھ جائیں، بلکہ خود بھی اس کام میں عملی طورپرشریک رہیں، یاپھرکم ازکم اس کی کسی درجہ میں نگرانی رکھیں، اور آپ کو پتہ ہوکہ وہاں کیا کام ہورہا ہے، اورکس طرح ہورہا ہے۔

اوراس سلسلہ میں ایک ادنیٰ درجہ کی صورت یہ بھی ہے کہ اس کام کے ساتھ کسی دوسرے ایسے مخلص فردکوبھی ساتھ ملائیں کہ اگران میں سے ایک شخص غیرذمہ داری یاخیانت کاارتکاب کرے، تو دوسرااس کی تلافی یا تنبیہ یاکم ازکم آپ کو مطلع وآگاہ کرنے کے لئے موجودہو۔

ان سب صورتوں میں جب دوسرے شخص کی غیرذمہ داری یاخیانت کا احساس ہو، تواس کام کے لئے متبادل شخص کاانتظام کرنا مناسب ہوتا ہے، ورنہ کام بالکل ہی ٹھپ ہوکررہ جاتا ہے۔

چھوٹوں پرمؤاخذہ سے پہلے تحقیق کی ضرورت

(03فروری2016)

فرمایا کہ جب اپنے کسی ماتحت یاچھوٹے سے کسی معاملہ پرگرفت یامؤاخذہ کی ضرورت محسوس ہو، توپہلے پوری تحقیق واطمینان حاصل کرلیناضروری ہے کہ جس سے جس قدرمؤاخذہ کیا جارہا ہے، اس کااس قدر جرم پایا بھی جاتا ہے یانہیں؟ بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ جس کا مؤاخذہ اورگرفت کی جاتی ہے، اس کاوہ جرم فی الواقع اورحقیقت میں موجود ہی نہیں ہوتا، بلکہ صرف دوسرے کی شکایت یاچغلی پرساری کاروائی کرلی جاتی ہے، یہ طریقہ درست نہیں۔

آج کل تحقیق کامزاج نہ ہونے اوربدگمانی کی وباءعام ہوجانے اوربغض وعداوت کثرت سے پھیل جانے

کی وجہ سے بعض دین دار لوگ بھی دوسرے کی شکایت کرنے اور اس سے متأثر ہونے میں بہت زیادہ بے احتیاطی کا مظاہرہ کرتے ہیں، حالانکہ کسی کی شکایت پر جلدی سے مطمئن ہو کر کسی کی دار و گیر، گرفت یا مؤاخذہ و فیصلہ کرنے پر اقدام کرنا درست نہیں۔

ورنہ آخرت میں نقصان اور مؤاخذہ کا معاملہ تو اپنی جگہ ہے، اس کے ساتھ دنیا میں بھی کئی نقصانات پیش آجاتے ہیں، پھر بعض اوقات ان نقصانات کی آسانی سے تلافی بھی ممکن نہیں ہوتی۔

اللہ بے احتیاطی سے حفاظت فرمائے۔

مولانا وکیل احمد شیروانی صاحب کا انتقال

(04فروری2016)

فرمایا کہ کل ایک ماہنامہ میں مضمون پڑھ کر معلوم ہوا کہ ہمارے محترم بزرگ حضرت مولانا وکیل احمد شیروانی صاحب، جو کہ ''صیانۃ المسلمین'' پاکستان کے ناظمِ نشر و اشاعت تھے، ان کا گزشتہ مہینہ انتقال ہو گیا۔

اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ.

یہ معلوم ہو کر دلی دکھ ہوا کہ ہمارے ایک محترم و معزز بزرگ ہم سے رخصت ہو گئے، مولانا وکیل احمد شیروانی صاحب نہایت فانی فی اللہ اور مجذوب مزاج کے بزرگ تھے، مجھ سے خاص شفقت والا معاملہ فرماتے تھے، وقتاً فوقتاً خط کے ذریعہ اور کبھی ٹیلیفون کے واسطہ سے بھی رابطہ فرماتے رہتے تھے، ایک دو مرتبہ بندہ کے غریب خانہ اور ادارہ میں بھی تشریف لائے۔

حضرت سے اصل تعلق تو بندہ کے دادا اور والد مرحوم کے واسطہ اور نسبت سے تھا، اور پھر بندہ کا جو حضرت مسیح الامت مولانا مسیح اللہ خان صاحب جلال آبادی رحمہ اللہ اور ان کے جامعہ مفتاح العلوم جلال آباد سے تعلق رہا، اس نسبت سے بھی ان کے ساتھ تعلق تھا، ایک عرصہ سے ان کی دعوت اور توجہ و عنایت کی بناء پر ''مجلس صیانۃ المسلمین'' کے سالانہ اجتماع پر لاہور بھی جانا ہوتا تھا۔

جب تک مولانا حیات رہے، اس وقت تک انہوں نے مجلس صیانۃ المسلمین کے کام کو آگے بڑھانے میں بہت محنت اور کوشش کی، اور مختلف حضرات کو اس کام کی طرف متوجہ کیا اور متوجہ رکھا۔

مولانا وکیل احمد شیروانی صاحب دراصل حضرت مسیح الامت رحمہ اللہ جلال آبادی کے بھانجے ہونے کے ساتھ ساتھ ان کے داماد بھی تھے، بلکہ حضرت مسیح الامت رحمہ اللہ کے خلفاء و مجاوزین میں بھی شامل تھے،

اس لئے مولانا وکیل احمد شیروانی صاحب رحمہ اللہ کا حضرت مسیح الامت رحمہ اللہ سے نسبی اور نسبتی دونوں طرح کا تعلق تھا، اور حضرت مسیح الامت رحمہ اللہ سے آپ کو کمال درجہ کی محبت وعقیدت تھی، جب بھی کبھی مولانا وکیل احمد شروانی صاحب رحمہ اللہ سے ملاقات یا رابطہ ہوتا، تو اکثر و بیشتر جلال آباد کی باتیں چھیڑ دیتے تھے، جیسا کہ دل ودماغ میں جلال آباد ہی بسا ہوا تھا، یہ ان کے حضرت جلال آبادی رحمہ اللہ سے تعلق کی نشانی تھی۔

مولانا وکیل احمد صاحب شیروانی رحمہ اللہ بندہ کو فرمایا کرتے تھے کہ اصل تھانوی تو آپ ہیں، ہم تو ایسے ہی تھانوی ہیں، وہ بندہ کے نام کے ساتھ مفتاحی کی نسبت لگانے کو بھی پسند کرتے تھے، مفتاحی کی نسبت حضرت مسیح الامت رحمہ اللہ کے مدرسہ وجامعہ مفتاح العلوم کی طرف ہے۔

اس سے پہلے ان کے دستِ راست اور مجلس صیانۃ المسلمین کے دیرینہ ساتھی ورفیقِ کار مولانا عبدالدیّان سُلیمی صاحب بھی انتقال فرما چکے ہیں۔

اب مولانا ہمارے درمیان سے رخصت ہو چکے ہیں، دعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے، ان کے درجات بلند فرمائے، اور ان کے اہلِ خانہ کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔

تقابلِ ادیان یا تقاربِ ادیان

(06 فروری 2016)

فرمایا کہ آج کل ''تقابلِ ادیان'' کے نام سے مختلف کورس کرائے جاتے ہیں، اگر تقابلِ ادیان کا مطالعہ اس لئے کیا اور کرایا جائے، تا کہ اس کی وجہ سے دوسرے مذاہب کے مقابلہ میں اسلام کی حقانیت ظاہر ہو اور دوسرے مذاہب کی طرف سے اسلام پر ہونے والے اعتراضات اور شبہات کا جواب دیا جائے، تو اس حد تک حرج نہیں، بشرطیکہ اسلام کا مطالعہ صحیح انداز میں کیا جائے۔

کیونکہ اس کے بغیر خود اسلام کی طرف سے ہی شکوک وشبہات پیدا ہونے شروع ہو جاتے ہیں، اور دوسرے مذاہب کی طرف قرب وانس پیدا ہوتا ہے۔

لیکن آج کل تقابلِ ادیان کے نام پر ''تقاربِ ادیان'' کا فتنہ بھی پیدا ہو گیا ہے، یعنی دعویٰ تو تقابلِ ادیان کا کیا جاتا ہے، مگر اس کے پسِ پردہ تقاربِ ادیان کی کوشش کی جاتی ہے، تا کہ اسلام کی طرح دوسرے مذاہب کا بھی حق ہونا بیان کیا جائے، چنانچہ بعض لوگ آج کل جو بین الاقوامی سطح پر مشہور ہیں، وہ اس کام

میں بہت سرگرم ہیں، جو بات وہ اسلام سے ثابت کرتے ہیں، وہی دوسرے مذاہب سے بھی ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں، اور اس طرح اسلام کے ساتھ ساتھ دوسرے مذاہب کا حق ہونا بھی باور کراتے ہیں، جو کہ سخت فتنہ ہے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

إِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْإِسْلَامُ (سورة آل عمران، رقم الآية ۱۹)

کہ اللہ کے نزدیک اصل اور صحیح مذہب تو صرف اسلام ہے۔

اور ارشاد ہے کہ:

وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ (ایضاً ۸۵)

کہ جو مذہبِ اسلام کے علاوہ دوسرا دین تلاش واختیار کرے گا، وہ اس سے ہرگز قبول ومنظور نہیں کیا جائے گا۔

نیک صحبت کی اہمیت اور درجہ

(07 فروری 2016ء مجلسِ عام)

فرمایا کہ نیک صحبت کی بڑی اہمیت ہے، شروع ہی سے بچوں کو نیک بچوں اور بڑوں کی صحبت میں رکھنے اور رہنے سہنے کا اہتمام کرنا چاہئے، اور بڑے ہونے تک بلکہ ہمیشہ نیک اور اچھے لوگوں کی صحبت میں بیٹھنے کی کوشش کرنی چاہئے، اور بُری صحبت سے بچنا چاہئے۔

مشہور ہے کہ خربوزہ خربوزہ کو دیکھ کر رنگ پکڑتا ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ جب ایک خربوزہ کا رنگ تبدیل ہوتا ہے، تو اس کے ساتھ والے خربوزہ پر بھی اس کا اثر پڑتا ہے، اور وہ بھی رنگ پلٹتا ہے، اور پھر ہوتے ہوتے یہ سلسلہ پورے کھیت تک پہنچ جاتا ہے۔

تو جب نباتات اور پھل پھول کی یہ حالت ہے، تو انسان کی حالت ظاہر ہے کہ اس سے زیادہ اثر انگیز ہوگی کہ انسان کو انسان دیکھ کر اور اس کے پاس بیٹھ کر خربوزہ سے زیادہ رنگ پلٹے گا۔

یہی وجہ ہے کہ اکثر بری عادتیں بری صحبت کے نتیجہ میں پڑتی ہیں، جن سے زندگی بھر جان چھڑانا مشکل ہوجاتا ہے۔

اور اسی وجہ سے اللہ والوں کی صحبت اختیار کرنے کی بڑی اہمیت ہے، لیکن صرف صحبت پر سارا دارومدار،

اصلاح ونجات کا رکھ لینا کافی نہیں، بلکہ نیک صحبت کے ساتھ ساتھ علم کو حاصل کرنے اور عمل کرنے کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔

یہ میں نے اس لئے عرض کیا کہ بعض حضرات خصوصاً جن کا تصوف وطریقت کے شعبہ سے تعلق ہوتا ہے، وہ بعض اوقات اللہ والوں کی صحبت پر اتنا زور دیتے ہیں، اور اس کی اتنی اہمیت بیان کرتے ہیں کہ جس کو سن کر بعض عوام کالانعام عمر بھر دین کے دوسرے شعبوں اور علمِ دین اور اعمالِ صالحہ کے حصول تک سے محروم رہتے ہیں، اور صرف اور صرف شیخ کی صحبت ہی سب کچھ اوڑھنا بچھونا بنا لیتے ہیں، اور شیخ بھی وہ کہ جو نہ دین کے دوسرے شعبوں کی اہمیت بتلاتے اور نہ شرعی احکام سے آگاہ کرتے، بلکہ وہ خود بھی آگاہ نہیں ہوتے، یہاں تک ان کو نماز، روزے اور زکاۃ وحج وغیرہ کے ضروری شرعی احکام کا بھی علم نہیں ہوتا، صرف چند شعبدوں اور وظیفوں اور اذکار وغیرہ کے معمولات تک ان کی محنت وجدوجہد کا دائرہ محدود ہوتا ہے، اسی وجہ سے ان کی صحبت سے زیادہ ترقی واصلاح کا سامان نہیں ہوتا، آج کل ایسے مشائخ کی کمی نہیں، حالانکہ شیخ ومصلح کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا سچا وارث ہونا چاہئے، جن میں علم وعمل واخلاق سب داخل ہیں۔

مقالات ومضامین (جنت کے قرآنی مناظر: 46) مفتی محمد امجد حسین

کائنات کا ذرہ ذرہ ایکسرے مشین ہے (حصہ سوم)

ہم جو کچھ بولتے ہیں، یہ ہمارے منہ کی پھونک ہوتی ہے، جو ہمارے گردو پیش کی فضا میں لہروں کا تموج و ارتعاش پیدا کردیتی ہے، اور لہروں کے اس تموج وارتعاش کو ہی اس کائنات کا خالق مالک اصوات و حروف کی شکل میں بامعنیٰ کلام کی صورت عطا کر کے ہمارے کانوں کے پردوں سے ٹکراتا ہے (کہ کانوں کا یہ اندرونی نظامِ سماعت خود بھی قدرت کی صنّاعی کا عظیم شاہکار ہے) تو اصوات وحروف کی لہروں کے تموج وارتعاش اور کانوں سے ٹکراؤ کے نتیجے میں ہمارا شعور وذہن، ہمارا حافظہ ودماغ علوم ومعلومات سے بھر جاتا ہے، افہام وتفہیم اور اظہار ما فی الضمیر کے دوسرے تک ابلاغ کا پورا ایک نظام وجود میں آجاتا ہے، ذرا تصور کریں ایک بہرا آدمی، ایک گونگا شخص افہام وتفہیم اور اظہار ما فی الضمیر اور دوسرے کے ذہن ودماغ تک رسائی کے حوالے سے کتنے محروم اور کتنی مشکل میں ہیں؟ اگر آپ تصور کریں کہ انسانوں کی ساری ہنستی بستی دنیا گونگوں اور بہروں سے بھری ہوتی، تو افہام وتفہیم کا سلسلہ کس طرح معطل ہو کر رہ جاتا؟ کتنی اَن کہی داستانیں سینوں کے قبرستانوں میں دبی ومدفون رہ جائیں، جذبات واحساسات کیونکر آپس میں شیئر کئے جاسکتے؟

باہم افادہ واستفادہ جو روزمرہ انسانی زندگی کے ہر پل ہر گھڑی اور ہر دائرے، ہر شعبے ہر مرحلے میں ہماری انسانی احتیاج ہے، اس کا سارا نظام وسلسلہ معطل ہو کر رہ جاتا، لیکن کیا آپ جانتے ہیں کہ ہمارے یہ اصوات وحروف جو بظاہر ہمارے اردگرد میں پھیلی بسیط فضا کی لہروں کا تموج ہے، اس کائنات کے خالق و مالک نے ایسا خودکار آٹومیٹک نظام خود اس بسیط خلا کی پہنائیوں میں فراہم کررکھا ہے کہ ہمارے یہ بول جس کے بارے میں کسی دل جلے نے کہا تھا ع

بول کہ لب ہیں آزاد تیرے

یہ ایک دفعہ ہماری زبان سے صادر وسرزد ہونے کے بعد ہمیشہ کے لئے محفوظ ہو جاتے ہیں، اور اس بسیط خلا کے باریک وغیر مرئی پردوں پر منقوش وثبت ہو جاتے ہیں، یعنی زبان کے تلفظ وتکلم کے جس روزمرہ انسانی واقعہ کو ہم سمجھتے ہیں کہ منہ کی پھونک تھی ہواؤں میں بکھر گئی، تو یہ بکھرتی اس شان سے ہے کہ بگڑتی نہیں محفوظ

وریکارڈ ہو جاتی ہے۔

بگڑنے میں بھی زلف اس بنا کی　　　نہ کچھ شوخی چلی بادِ صبا کی

اور خود اتھاہ خلاؤں میں اس کو کیچ و محفوظ کرنے کا ساؤنڈ سسٹم ہمیشہ سے موجود وفعال ہے۔

آخر ہمارے موبائل فون سسٹم کے فلک بوس ٹاور، ہمارے ریڈیو و ٹیلی ویژن نظام کے دیو ہیکل بوتھ فضاؤں میں پھیلی ہمارے اصوات وحروف کی لہروں کو کیچ کر کے اس کی فریکونسی بڑھا کر اس کو برقی ریڈیائی لہروں میں بدل کر اس کی رفتار روشنی و بجلی کے ہم پلہ کر کے، اور ہر ایک کی آواز و اصوات کو، اور ہمارا انٹرنیٹ سسٹم ہر جگہ کے واقعات و مناظر کو، مخصوص کوڈ سسٹم اور نمبرنگ نظام کے ذریعے ایک دوسرے سے ممتاز و مشخص کر کے اور ہر خبر و منظر، اور ہر صوت و آواز کے مطلوبہ ہدف و مقامِ اظہار وظہور کو معین کر کے صرف متعلقہ موقعہ و مقام پر ہی اسے ڈی کوڈ کر کے ظاہر کرتے ہیں، یوں دنیا کے سات ارب انسانوں کی آوازیں اور اصوات وحروف، اور واقعات و مناظر کے عکس جو اس فضا میں بکھرے ہوئے ہیں، آج یہ انسانی ٹیکنالوجی اس لیول و درجہ تک پہنچ گئی کہ لاکھوں کروڑوں آوازوں کی لہروں میں سے زید، عمر، بکر ہر ایک کی صوت وحرف کی لہر کو الگ الگ چناؤ کر کے اور چھانٹ کر اس کے مطلوبہ مقامِ ابلاغ تک اسے ریڈیائی لہروں میں بدل کر چشم ذدن میں پہنچاتے ہیں، کتنا پیچیدہ عمل ہوگا، لاکھوں کروڑوں انسانوں کے اصوات وحروف کو ایک ہی بسیط خلاوفضا میں سے الگ الگ شناخت کر کے چننا اور پھر ہواؤں کے دوش پر ہی بحر و بر کا طویل یا قصیر سفر کرا کے گڈمڈ ہوئے بغیر مطلوبہ ہدف و مقام تک بالکل صاف اور واضح کر کے پہنچانا گویا کہنے والا سننے والے کے کان کے قریب منہ کر کے براہِ راست و بالمشافہ گفتگو کر رہا ہے، اور پھر یہی نہیں بلکہ یہ الفاظ سننے والے تک پہنچ جانے کے بعد بھی اور اس کا ان الفاظ کا ادارک وشعور کر کے دماغ کو ان کے مرادات و معانی سے روشن کر چکنے کے بعد بھی اسی خلا میں محفوظ وریکارڈ رہتے ہیں، اور ہمیشہ کے لئے باقی رہتے ہیں، خواہ یہ کہنے والا اپنے آس پاس موجود شخص کو براہِ راست امخاطب کر رہا ہو، اور بالمشافہ اس سے گفتگو کر رہا ہو، یا ہزاروں میل دور بیٹھے شخص کو ریڈیائی اور ٹیلیائی لہروں کے ذریعے اپنے اصوات وآواز کو سفر کرا کر اپنی آواز پہنچا رہا ہو، آج جدید سائنس اس پر صاد کر چکی ہے کہ عہدِ قدیم سے لے کر آج تک سب لوگوں کی گفتگو، ان کے اصوات وحروف کی آوازیں اس خلا میں محفوظ و موجود ہیں، آج مسئلہ جدید فزیکل سائنس کو یہ درپیش نہیں کہ یہ آوازیں موجود ہیں یا نہیں، اور کہاں ہیں کہاں نہیں؟

بلکہ درپیش مسئلہ یہ ہے کہ سائنس باوجود کوشش کے ابھی تک اس قابل نہیں ہوسکی کہ ماضی کی ان آوازوں کو، اصوات وحروف کو، ہم سے پہلے گزرنے والی نسلوں کی گفتگو کو چھان پھٹک کر الگ الگ کرلے، اگر خلا سے ان آوازوں کو ریکارڈ کر بھی لیا جائے، تو یہ محض ایک بے ہنگم شور ہوگا، جس میں کوئی بھی صوت وحروف اور بامعنیٰ آواز وکلام صاف سنائی نہ دے گا، یہ سارا پس منظر سامنے رکھ کر اب سورہ ق کی اس آیت کی معنویت وترتیب کا ادراک کریں۔

مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ (سوره ق، رقم الآية ٨)

کہ کوئی بھی قول وکلام جس کا کوئی منہ سے تلفظ وتکلم کرتا ہے، تو اس کے گردوپیش میں چوکس نگران اس کی مانیٹرنگ کے لئے موجود ہوتے ہیں، اور ڈائری مرتب کر کے متعلقہ ڈیپارٹمنٹ کو پیش کرتے ہیں، تو یہ کراماً کاتبین بادشاہوں کے بادشاہ کے خفیہ اہلکار ہیں، جو آدم کی ساری اولاد پر کڑی نظر رکھے ہوئے ہیں، اور ہر ایک کی خفیہ ڈائری تیار کر رہے ہیں۔

خلاصہ یہ کہ قرآن وسنت کی صراحتوں کے مطابق ہماری پوری نسلِ انسانی کی آفاقی وکائناتی سطح پر ذیل کی صورتوں میں مانیٹرنگ ونگرانی ہورہی ہے، اور ہماری ہر انسانی سرگرمی مختلف طریقوں سے ریکارڈ ہورہی ہے۔

(1)...... اللہ تعالیٰ خود سب کچھ دیکھ رہے ہیں، اور ہر ایک کے ہر کھلے چھپے حال سے واقف ہیں۔

أَلَمْ يَعْلَمْ بِأَنَّ اللَّهَ يَرَى(سوره علق)**وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ**(سوره آلِ عمران)

(2)...... کراماً کاتبین ہر شخص کا اعمال نامہ تیار کرتے ہیں۔

مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ (سوره ق، رقم الآية ٨)

وَإِنَّ عَلَيْكُمْ لَحَافِظِينَ . كِرَامًا كَاتِبِينَ . يَعْلَمُونَ مَا تَفْعَلُونَ (سورة الانفطار، رقم الآيات ١٠ الى ١٢)

(3)...... انسانی اعضاء خود اپنے اپنے کئے ہوئے اعمال کا اعتراف کریں گے اور گواہی دیں گے۔

الْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلَى أَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَا أَيْدِيهِمْ وَتَشْهَدُ أَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوا

يَكْسِبُونَ (سورة يس، رقم الآية ٦٥)

حَتَّى إِذَا مَا جَاءُوهَا شَهِدَ عَلَيْهِمْ سَمْعُهُمْ وَأَبْصَارُهُمْ وَجُلُودُهُمْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ (سورة فصلت، رقم الآية ٢٠)

(4)...... زمین کا چپہ چپہ اپنے اوپر کئے گئے اعمال کی گواہی دے گا۔

يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ أَخْبَارَهَا (سورة الزلزال، رقم الآية ٤)

(5)...... زمین کے گرد پھیلے ہوئے کرّہ فضائی میں آواز و اصوات محفوظ ہو رہے ہیں، اور اعمال کی عکس بندی بھی ہو رہی ہے۔

وَوَجَدُوا مَا عَمِلُوا حَاضِرًا (سورة الكهف، رقم الآية ٤٩)

(6)...... صحائف و اعمال ناموں میں سب کچھ درج و ریکارڈ ہو رہا ہے۔

مَالِ هَذَا الْكِتَابِ لَا يُغَادِرُ صَغِيرَةً وَلَا كَبِيرَةً إِلَّا أَحْصَاهَا (سورة الكهف، رقم الآية ٤٩)

سلسلہ ہستی کا ہے اِک بحر نا پید کنا ر
اوراس دریائے بے پایاں کی موجیں ہیں ہزار

مقالات ومضامین مفتی محمد رضوان

عید کے دن کے مختصر مسنون ومستحب اعمال

عید کا دن چونکہ عبادت اور خوشی کے مجموعے کا دن ہے، اس لیے شریعت کی طرف سے اس دن ایسے کام عبادت قرار دیے گئے ہیں جوان دونوں عناصر کو شامل ہوں؛ یعنی ان میں عبادت کا پہلو بھی ہو، اور خوشی ومسرت کا پہلو بھی ہو۔

چنانچہ احادیث وروایات سے عید کے دن چند اعمال کا سنت ومستحب ہونا معلوم ہوتا ہے، جن کا خلاصہ یہ ہے:

(1)......عید کی رات میں حسبِ توفیق نفلی عبادت وذکر کرنا، اور بطورِ خاص گناہوں سے بچنا۔

(2)......عید کے دن صبح کو سویرے اُٹھنا، اور فجر کی نماز اپنے وقت پر ادا کرنا، اور کوئی معقول عذر نہ ہو، تو مرد حضرات کو فجر کی نماز باجماعت پڑھنا۔

(3)......شریعت کے موافق طہارت ونظافت اور صفائی ستھرائی اور زیب وزینت اختیار کرنا۔

(4)...... خوب اہتمام کے ساتھ میل کچیل دور کر کے غسل کرنا۔

(5)......خاص اہتمام کے ساتھ مرد وعورت سب کو مسواک کرنا۔

(6)...... فاضل (یعنی زیرِ ناف وبغلوں اور مونچھوں کے) بال اور ہاتھ پاؤں کی انگلیوں کے ناخن وغیرہ کاٹنا۔

(7)......پاک وصاف عمدہ لباس جو میسر ہو پہننا۔

(8)......خوشبو لگانا (مگر خواتین زیادہ تیز خوشبو لگانے سے پرہیز کریں)

(9)......صدقۂ فطر ادا نہ کیا ہو، تو عید کی نماز سے پہلے پہلے ادا کر دینا۔

(10)......عید کی نماز کے لئے جلدی پہنچنا۔

(11)......کوئی عذر نہ ہو تو عید کی نماز ادا کرنے کے لیے پیدل جانا۔

(12)......کوئی عذر نہ ہو تو عید کی نماز، عیدگاہ میں ادا کرنا۔

(13)......عید کی نماز کے لیے جاتے ہوئے راستے میں تکبیر کہنا، اور تکبیر ان الفاظ میں کہنا بہتر ہے:

" اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ"

(14)......عید الفطر کی نماز کے لئے جانے سے پہلے کچھ کھالینا۔

(15)...... جس راستہ سے عید کی نماز کے لئے جائیں اس کے علاوہ سے واپس آنا۔

(16)......اپنی وسعت وحیثیت کے مطابق صحیح مستحقین ومساکین کو صدقہ کرنا۔

(17)......حسبِ حیثیت اپنے اہل وعیال اور گھر والوں کی ضروریات (لباس، اور کھانے پینے وغیرہ) میں وسعت وفراخی کرنا۔

(18)......گھر والوں، عزیزوں اور دوستوں کے ساتھ خوش اخلاقی سے پیش آنا۔

(تفصیلی دلائل اور حوالہ جات کے لئے ''شوال اور عید الفطر کے فضائل واحکام'' ملاحظہ فرمائیں)

﴿بقیہ متعلقہ صفحہ 45 ''حکیم محمد فیضان صاحب کا انتقال''﴾

ان کو یہاں کام کرتے ہوئے 2 سال ہوگئے ہیں، یہ آپ سے عمر میں بڑے ہیں، علم میں بھی بڑے ہیں، اور ہر لحاظ سے بڑے ہیں، ہم انہیں ادارہ کی خدمت کے کاموں کا نہیں کہہ سکتے کہ تم یہ کام کرو، لہٰذا آپ اپنی سعادت سمجھ کر خدمت کے کام کرلیا کرو، اللہ تعالیٰ اس کا آپ کو بہترین بدلہ عطا فرمائے گا۔

حضرت حکیم محمد فیضان صاحب رحمہ اللہ کی زندگی کی یہ وہ خوبیاں تھیں کہ جن کو اختیار کرنے سے آپس میں محبت پیدا ہوتی ہے، اور آپس کی عداوت ونفرت ختم ہوجاتی ہے، لہٰذا حکیم صاحب کی ان خوبیوں کو اپنی زندگی میں داخل کیا جائے، تاکہ معاشرے میں محبت کی فضا قائم ہو، اور نفرت ختم ہو، ایک اور فائدے کا کام کرنے کا یہ ہے کہ حکیم صاحب رحمہ اللہ کی روح کو ایصالِ ثواب کیا جائے، اور ایصالِ ثواب کے ذریعہ سے ان کو ہدیہ بھیجا جائے، ایصالِ ثواب کرنے سے مرنے والے کی روح خوش ہوتی ہے، اور روح کو راحت پہنچتی ہے، لہٰذا حکیم صاحب رحمہ اللہ کی روح کو تلاوتِ قرآن کرکے، نوافل پڑھ کر، ذکر واذکار کرکے، درود شریف پڑھ کر، اور صدقات وخیرات کرکے ثواب پہنچایا جائے، ایصالِ ثواب کرنے سے حکیم صاحب کی روح کو فائدہ پہنچے گا، ان کی روح خوش ہوگی اور ان کو راحت ملے گی۔

دعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت حکیم محمد فیضان صاحب رحمہ اللہ کی کامل بخشش فرمائیں، اور اللہ تعالیٰ اس مصیبت میں ہمیں اجر عطا فرمائیں، اور اس کی جگہ ہمیں بہترین بدل عطا فرمائیں، اور ان کی زندگی میں جو خوبیاں موجود تھی، ان تمام خوبیوں کو اللہ تعالیٰ ہم سب کی زندگی میں پیوست فرمائیں۔ آمین۔

مقالات ومضامین مفتی محمد رضوان

برادرِ محترم حکیم محمد فیضان صاحب رحمہ اللہ (قسط1)

مؤرخہ 13 شعبان المعظم بروز ہفتہ صبح کے وقت میں حسب معمول گھر سے آ کرادارہ غفران داخل ہوا، تو ادارہ کے دفتر میں برادرِ محترم حکیم محمد فیضان صاحب کونہیں پایا، جبکہ وہ ادارہ کی طرف سے مقررہ وقت پر صبح آٹھ بجے اور بعض اوقات اس سے بھی پہلے پہنچ جایا کرتے تھے، میں نے دفتر میں موجود جناب مولانا عبدالسلام صاحب سلمہ اللہ سے معلوم کیا کہ آج جناب حکیم محمد فیضان صاحب تشریف نہیں لائے، انہوں نے جواب میں کہا کہ آج انہوں نے ادارہ میں آتے ہوئے راستہ میں دل کے ہسپتال میں دل کا چیک اَپ کرانا تھا، اس لئے شاید انہیں آنے میں دیر ہوجائے، یہ سُن کر میں ادارہ کے اپنے حجرہ میں آ گیا، اور حسبِ معمول اپنے کام کاج میں مشغول ہوگیا۔

اس دن بھکر کے علاقے سے ہمارے پرانے دوست جناب مولانا عبدالرحمٰن بھکروی صاحب زید مجدہٗ بھی تشریف لائے ہوئے تھے، ان کے ساتھ مجالست ہوئی، دوپہر کا کھانا بھی اجتماعی طور پر ادارہ کے سب اساتذہ نے تناول کیا، مگر حکیم صاحب اس دن دسترخوان پر نہیں تھے، اور دو بجے ادارہ میں ظہر کی نماز پڑھ لی گئی، ظہر کے بعد مجھے اطلاع دی گئی کہ برادرِ محترم جناب حکیم محمد فیضان صاحب کو حادثہ پیش آنے کی وجہ سے کچھ چوٹ لگ گئی ہے، اور انہیں تکلیف ہے، اور وہ ادارہ کے سامنے والدہ محترمہ اور بھائیوں کے گھر میں تشریف فرما ہیں، یہ سُن کر میں سامنے گھر گیا، تو جناب حکیم محمد فیضان صاحب بیڈ پر پاؤں لٹکا کر بیٹھے ہوئے تھے، اور سر میں شدید درد کی شکایت کا اظہار کر رہے تھے، میں ان کے ساتھ ہی برابر میں بیٹھ گیا، اور ان سے حادثہ اور طبی امداد کی تفصیل معلوم کی۔

انہوں نے تفصیل بتاتے ہوئے فرمایا کہ میں صبح تقریباً ساڑھے دس بجے ضیاء الرحمٰن بھانجے کے ساتھ والد صاحب رحمہ اللہ کی قبر پر جا رہا تھا، اور موٹر سائیکل خود چلا رہا تھا، ضیاء الرحمٰن میرے ساتھ پیچھے بیٹھا ہوا تھا کہ مری روڈ پر لیاقت باغ کا اشارہ بند ہوا، میں اشارہ پر موٹر سائیکل روک کر کھڑا ہوگیا، اور اشارہ کھلنے کے بعد جب موٹر سائیکل چلانا شروع کی، تو مجھ سے آگے ایک آٹو رکشہ والے کے ساتھ میری موٹر سائیکل کا ٹائر ٹکرا گیا، اور اس کے ٹکرانے سے رکشہ کی باڈی سے کچھ آواز پیدا ہوئی، جس پر رکشہ ڈرائیور نے کچھ خفگی

کا اظہار کیا، اس رکشہ کا ڈرائیور چودہ پندرہ برس کا ایک نوخیز لڑکا تھا، خیر میں اس سے معذرت کر کے اشارہ سے آگے چلا گیا، اور رکشہ والا پیچھے رہ گیا، تھوڑی دیر گزرنے کے بعد وہ رکشہ والا خاموشی کے ساتھ بڑی تیزی سے پیچھے سے آیا، اور اچانک میرے برابر میں آ کر زور سے سائیڈ مار کر آگے بڑھ گیا، جس پر ہم دونوں افراد موٹر سائیکل سے نیچے گر گئے، اور رکشہ والا ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے اور ہنستے ہوئے بھاگ گیا، گویا کہ رکشہ والے نے یہ تأثر دیا کہ میں نے تمہارے ساتھ جو کیا وہ جان بوجھ کر کیا، اور بدلہ لے لیا ہے، میں نے کہا کہ اس رکشہ ڈرائیور نے بڑی زیادتی اور ظلم کیا، جس کا اسے خمیازہ بھگتنا چاہئے تھا، مگر برادرِ محترم نے فرمایا کہ جانے دو، میں نے تو اسے معاف کر دیا، خیر میرے جسم پر کچھ خراشیں آ گئیں تھی، جس کے لئے سینٹر ہسپتال جا کر چیک اپ کرایا، اور ٹیکہ وغیرہ لگوایا، لیکن میرے سر میں شدید درد ہے، کیونکہ سر میں زوردار جھٹکا لگا ہے، میں نے ان سے کہا کہ کیا آپ نے سر کا بھی چیک اپ کرایا ہے، انہوں نے کہا کہ سر کا چیک اپ تو نہیں کرایا، کیونکہ بظاہر سر میں کوئی چوٹ نہیں ہے، اور میں نے ہیلمٹ بھی پہن رکھا تھا، البتہ سر میں ہلکا سا ہیلمٹ ضرور ٹکرایا تھا، جس سے پیشانی پر ہلکی سی گم چوٹ لگی تھی۔

میں نے عرض کیا کہ آپ کو سر کا چیک اپ بھی ضرور کرانا چاہئے تھا، ابھی تھوڑی دیر ہی گزری تھی کہ ان کو الٹی آنے کا تقاضا ہوا، اور وہ ادارہ کے سامنے والے گھر سے ادارہ آنے لگے کہ میں کچھ دیر ادارہ سے ہو کر پھر گھر جانا چاہتا ہوں، تا کہ اپنے گھر جا کر آرام کروں، یہ سن کر ان کے بیٹے مولانا محمد فرحان صاحب وغیرہ ان کو پکڑ کر ادارہ لائے، اور ان کو گھر لے جانے کے لئے اپنی گاڑی تیار کی۔

آپ ادارہ میں تشریف لائے اور اپنے دفتر میں پہنچ کر کچھ دیر کے لئے لیٹ گئے، پسینے آ رہے تھے، اور بے چینی جاری تھی، میں بھی ساتھ ہی بیٹھ گیا، تھوڑی دیر بعد اُلٹی ہونے کا تقاضا ہوا، آپ کو وضو خانے لایا گیا تا کہ الٹی کر سکیں، تھوڑی دیر الٹی کی، لیکن اس دوران ٹھنڈے پسینے کثرت سے آنے لگے، اور بے حد کمزوری ہو گئی، اسی دوران چیک اَپ کے لئے سینٹر ہسپتال لے جانے کا فیصلہ کیا گیا، جہاں سٹی سکین ہونے سے پتہ چلا کہ سر میں خون جمع ہونا شروع ہو گیا ہے، اور سینٹر ہسپتال والوں نے ان کو سول ہسپتال (راجہ بازار) شفٹ کر دیا، جہاں پہنچ کر آپ کا معائنہ کیا گیا اور طے کیا گیا کہ کل تک انتظار کرتے ہیں، اگر آپریشن کے بغیر دوائیوں وغیرہ سے معاملہ حل ہو گیا تو ٹھیک، ورنہ کل سر کا آپریشن کرنا پڑے گا۔

کچھ وقت گزرنے کے بعد دوبارہ سر کا سٹی سکین کیا گیا، جس سے معلوم ہوا کہ دماغ میں خون بڑی تیزی

سے بڑھ اور پھیل رہا ہے، اور کسی بھی لمحہ ان کے بے ہوش ہونے اور کومہ میں چلے جانے کا اندیشہ ہے، جس کے بعد آپریشن بھی ممکن نہیں، لہٰذا ڈاکٹروں کی پُر زور تجویز کے مطابق آپریشن تجویز کیا گیا، خون وغیرہ کے حصول کے لئے ابتدائی امداد مہیا ہوتے ہوئے کچھ وقت گزر گیا، اور رات کو عشاء کے کافی دیر بعد آپ کا آپریشن شروع کیا گیا، حکیم صاحب آپریشن کے لئے جاتے وقت باہوش وحواس تھے، خود چل کر تشریف لے گئے، آپریشن ہونے سے پہلے اپنے مختلف رشتہ داروں اور جاننے والوں کو اپنے موبائل فون کے ذریعہ رابطہ کر کے معافی تلافی بھی طلب کی، اور موبائل فون بند کر کے اہلِ خانہ کے سپرد کر دیا، جیسا کہ آپ کو لگ رہا ہو کہ شاید یہ ان کا دنیا میں آخری موقع ہے۔

برادرِ محترم حکیم محمد فیضان صاحب آپریشن کے حق میں نہیں تھے، اور ان کا کہنا تھا کہ شاید میں یہ آپریشن جھیل نہیں سکوں گا، لیکن ڈاکٹروں کے پُر زور اصرار پر آپ آپریشن کے لئے آمادہ ہوئے۔

آپریشن میں تین چار گھنٹوں کا وقت خرچ ہوگیا، آپریشن ہونے کے بعد آپریشن کرنے والے ڈاکٹر نے بتلایا کہ ان کا خون بہت پتلا ہے، کیونکہ پانچ چھ ماہ پہلے ان کے دل کا بائی پاس آپریشن ہونے کے بعد لوپرل (Lopril) گولی کے مسلسل استعمال سے خون غیر معمولی پتلا ہوگیا تھا، جس کی وجہ سے خون کی بندش میں بہت مشکل پیش آئی ہے، اور مسوڑھوں سے بھی خون کی آمد کا سلسلہ جاری رہا۔

خیر آپریشن کے بعد آپ کو آئی سی یو (ICU) میں شفٹ کر دیا گیا، اگلے دن اتوار تھا، مگر آپ کو پورے دن ہوش نہیں آیا، ہم سب کے لئے یہ سارا دن پریشانی کے عالم میں گزرا، اسی بے ہوشی کے عالم میں اگلی رات بھی گزر گئی، اور بروز پیر کی صبح ہوگئی، پیر کی صبح بڑے ڈاکٹروں نے سٹی اسکین وغیرہ کے بعد دوبارہ آپریشن تجویز کیا اور بتایا کہ دماغ میں دوبارہ خون جمع ہوگیا ہے، مختلف ڈاکٹروں سے مشورہ کے بعد بالآخر دوبارہ آپریشن کیا گیا، مگر اس کے بعد بھی حکیم صاحب ہوش میں نہ آسکے، اور بے ہوشی ہی کے عالم میں پیر کا دن گزرا، اور اگلی رات گزرنے کے بعد منگل کا دن شروع ہوگیا، اس دن کی ابتداء میں آپ کی طبیعت میں بہترائی کی توقع ظاہر کی گئی، لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس میں کمزوری آنے لگی، یہاں تک کہ آپ کو مصنوعی سانس کی مشین لگائی گئی۔

اسی بے ہوشی کے عالم میں انتہائی نگہداشت کے شعبہ (CCU) میں یہ دن بلکہ اگلا دن بھی گزر گیا، دماغ کے ٹیسٹ سے کچھ زندگی کے آثار بحال ہونے کی توقع ظاہر کی گئی، لیکن ہوش وحواس بحال نہ ہوسکے، اس دوران

جن جن اعزہ واقرباء اور آپ کے جاننے والوں اور عقیدت مندوں کو پتہ چلتا رہا، ان کی ہسپتال آمد ورفت جاری رہی، صحت یابی کے لئے دعائیں کی جاتی رہیں، صدقہ وخیرات کا عمل بھی جاری رہا، والدہ محترمہ اور مجھ سمیت تمام بہن بھائی سخت صدمہ سے دوچار تھے، اور کسی بھی کام میں دل نہیں لگ رہا تھا، اس دوران اکثر وقت ہسپتال میں ہی گزرتا۔

یہاں تک کہ جمعرات کا دن شروع ہوگیا، یعنی 18 شعبان 1437ھ اور 26 مئی 2016ء، مگر یہ دن آپ کی حیاتِ مستعار کا آخری دن ثابت ہوا، صبح ساڑھے دس بجے کے قریب آپ کے دل کی دھڑکن ختم ہوگئی، اور آپ اس دنیائے فانی سے ہمیشہ کے لئے کوچ کرکے آخرت کے سفر پر روانہ ہوگئے۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

یہ دنیا فانی ہے اور سب نے ایک ایک کرکے اس دنیا سے جانا ہے، لیکن جب کسی کا کوئی عزیز وقریب دنیا سے جاتا ہے، تو طبعی طور پر صدمہ ہوتا ہے۔

الغرض برادرِ محترم حکیم محمد فیضان صاحب اس طرح اس دنیا سے کوچ کرکے اپنے اصلی گھر لوٹ گئے، اسی جمعرات کے دن عصر کے بعد آپ کے جنازہ اور تدفین کا عمل تجویز کیا گیا، ادارہ غفران سے آپ کا جنازہ اٹھایا گیا، اور ادارہ کے قریب شائیاں نامی قبرستان میں آپ کی تدفین کی گئی، تدفین سے فراغت پاکر غروب کا وقت اور شبِ جمعہ کا آغاز ہو رہا تھا۔

آپ کے جنازہ میں غیر معمولی ہجوم دیکھنے کو ملا، توقع سے زیادہ جمِ غفیر جنازہ کے وقت امڈ آیا، اور وسیع تر جنازہ گاہ چھوٹی پڑ گئی، جنازہ آپ کے اکلوتے بیٹے مولانا مفتی محمد فرحان صاحب سلمہٗ نے پڑھایا۔

حکیم محمد فیضان صاحب کی وفات سے ہزاروں افراد کو قلبی صدمہ ہوا، آپ کے بعض عقیدت مند تو آپ کے انتقال کی خبر سُن کر بے ہوش ہوگئے، برادرِ محترم حکیم محمد فیضان صاحب رحمہ اللہ کے عقیدت مندوں کا وسیع تر حلقہ تھا، جن کو حکیم محمد فیضان صاحب رحمہ اللہ کے طبی نسخوں، دوائیوں، دم اور عملیات کے ذریعہ سے غیر معمولی فائدہ اور فیض حاصل ہوتا تھا، آپ کے اخلاق، کردار وغیرہ کی تعریف وتوصیف زبان زد عام تھی، جو کہ الحمد للہ تعالیٰ برادرِ محترم کے نیک صالح اور مرحوم ومغفور ہونے کی علامت ہے۔

اللہ تعالیٰ ان کی آخرت کو دنیا سے بہتر کرے، اور ان کی مغفرت فرمائے، اور درجات بلند کرے، اور ادارہ کو ان کا نعم البدل عطاء فرمائے، اور پسِ ماندگان کو صبرِ جمیل عطاء فرمائے۔ آمین۔

حکیم محمد فیضان صاحب رحمہ اللہ میرے سب سے بڑے بھائی تھے، اور ادارہ غفران کے قیام سے لے کر تادمِ حیات ادارہ غفران کے ساتھ وابستہ رہے، اور دینی خدمات سرانجام دیتے رہے۔

برادرِ محترم حکیم محمد فیضان صاحب رحمہ اللہ گوناگوں صفات اور خوبیوں کے حامل تھے۔

ادارہ غفران کے قیام کے وقت جفاکشی

ادارہ غفران کا قیام شعبان 1419ء میں ہوا، اس وقت ادارہ غفران کی جگہ خرید کر اس میں ابتدائی طور پر کام شروع کیا گیا، تو ادارہ کی جگہ کی قیمت کی ادائیگی میں دشواری کا سامنا تھا، اور ادارہ میں خدمت کنندہ حضرات کو بھی معاشی اعتبار سے مشکلات درپیش تھیں۔

اس وقت جفاکشی اور مجاہدہ کے دور میں برادرِ محترم حکیم محمد فیضان صاحب رحمہ اللہ نے بندہ کی معاونت فرمائی اور بندہ کے دستِ راست بنے۔

ادارہ غفران میں کتب خانہ کا شعبہ بھی شروع سے ہی قائم کیا گیا تھا، اس شعبہ کی نگرانی و ذمہ داری انہوں نے ہی سنبھالی اور چند رسائل سے کام شروع کیا، جو کہ اب بحمد اللہ تعالیٰ ان کے جذبہ واخلاص کی برکت سے بڑھ کر بڑے کتب خانہ میں تبدیل ہو چکا ہے۔

دینی خدمت کا جذبہ اور اس کا سبب

برادرِ محترم حکیم محمد فیضان صاحب رحمہ اللہ مکمل درزی (یعنی ٹیلر) اور کپڑوں پر کڑھائی کے کاریگر نیز گھڑی سازی وغیرہ کے شعبوں میں بھی مہارت رکھتے تھے۔

اور ادارہ غفران کے قیام سے پہلے بنیانوں کی ہوزری میں بھی مہارت رکھتے تھے، اور آپ نے اپنے بل بوتے پر ایک مستقل ہوزری قائم کر رکھی تھی، جس میں متعدد کاریگر کام کرتے تھے، لیکن اپنی سابقہ بیوی کے ساتھ اختلاف رونما ہونے کی وجہ سے نہ صرف اس ہوزری سے علیحدگی اختیار کر لی، بلکہ یہ ہوزری اور اس کا سارا مال واسباب اپنی سابقہ بیوی کے حوالہ کر کے اور اس کو زوجیت سے فارغ کر کے دنیا کے دھندوں سے کنارہ کش ہو گئے، اور بندہ سے اپنے تاثرات ظاہر کرتے ہوئے کہا کہ ''اب میرا دنیا سے دل اچاٹ ہو گیا ہے، اور میں یہ چاہتا ہوں کہ اب باقی ماندہ زندگی کے ایام دینی خدمت کے ساتھ وابستہ رہ کر گزار دوں''

یہ اس وقت کی بات ہے جب ادارہ غفران قائم نہیں ہوا تھا، اور میں جامعہ اسلامیہ صدر راولپنڈی میں افتاء کی خدمت سے وابستہ تھا۔

اس زمانے میں ہی برادرِ محترم حکیم محمد فیضان صاحب رحمہ اللہ نے میرے ساتھ جامعہ اسلامیہ میں جانا شروع کردیا تھا، جہاں پر وہ میرے ساتھ فتاویٰ نویسی کے کام میں اعانت فرمایا کرتے تھے، کبھی رجسٹر میں فتوے کونقل کرنا اور کبھی کسی کتاب سے عبارت نقل کرنا، اور کبھی میرے کہنے پر فتویٰ املاء کرنا وغیرہ وغیرہ۔

پھر کچھ عرصہ بعد ادارہ غفران کا قیام عمل میں آیا، تو اس کے ساتھ وابستہ ہوگئے، اور آخر دم تک اپنے عہد پر قائم رہے، اور ایمانداری، جانثاری اور سچے جذبہ کے ساتھ اس طرح وابستہ رہے کہ ادارہ سے ہی ہسپتال گئے، اور آپ کا جنازہ بھی ادارہ سے ہی اٹھا، اور آپ نے ادارہ کے رجسٹر حاضری میں حاضری کو تو درج کیا، مگر روانگی اور رخصت کو درج نہیں کرسکے۔

احساسِ ذمہ داری

برادرِ محترم حکیم محمد فیضان صاحب رحمہ اللہ کے اندر اپنی ذمہ داری میں آنے والے کاموں کو نبھانے کا احساس بہت زیادہ تھا، ان کے ذمہ جو کام بھی لگایا جاتا، وہ اس کو ذمہ داری کے ساتھ انجام دینے کی کوشش کیا کرتے تھے۔

ادارہ غفران کے قیام سے لے کر تادمِ وفات آپ کے حصہ میں مختلف خدمات آئیں، اور ان کو آپ نے اپنی بساط کی حد تک بحسن وخوبی نبھانے اور انجام دینے کا اہتمام کیا، آپ کے حصہ میں ادارہ کی آمدن اور اخراجات کے حساب وکتاب کے اندراج کی ذمہ داری تھی، اور ادارہ غفران کا سالانہ حساب وکتاب چودہ شعبان سے چودہ شعبان تک ہوتا ہے، اور مطبخ اور دیگر اشیاء ومصارف کے اخراجات کے اندراج کے الگ الگ رجسٹر مقرر ہیں، حکیم صاحب موصوف نے ادارہ کے حساب وکتاب کے اندراج میں ہمیشہ انتہائی محتاط اور صاف رویہ اختیار کیا، اور اس کام کو انتہائی جذبہ، اور لگن کے ساتھ انجام دیا، جس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ آپ کو چوٹ لگنے کا حادثہ تیرہ شعبان کو پیش آیا، جبکہ اگلا دن یعنی چودہ شعبان ادارہ غفران کے سالانہ حساب کا آخری دن تھا، اور اس کے اگلے دن یعنی پندرہ شعبان کو ادارہ کے نئے سال کا حساب وکتاب شروع ہونا تھا، اور مطبخ اور دیگر شعبوں کے لئے سال کے رجسٹر کے اندراج جاری ہونا تھے، حکیم صاحب موصوف نے اپنی زندگی کے بالکل آخری ایام میں اگلے سال کے تمام رجسٹر تیار کرکے رکھ دیئے تھے۔

نئے رجسٹروں کے اوپر موٹے مارکر سے مطبخ خرچ، عمومی خرچ، تفصیل آمد 1437ھ و 1438ھ وغیرہ کے عنوانات درج کردیئے تھے، اور رجسٹروں کے اندر الگ الگ لکیریں کھینچ کر خانے بھی بنادیئے تھے،

اور اب جبکہ برادرِ محترم اس دنیا میں نہیں ہیں، ان کی نیابت میں جناب مولانا مفتی حکیم محمد ناصر صاحب، ان کے تیار شدہ رجسٹروں پر ہی حساب و کتاب کو درج کر رہے ہیں۔ **فللّٰہ الحمد و الشکر۔**

ادارہ میں مقررہ وقت پر حاضری

برادرِ محترم حکیم محمد فیضان صاحب رحمہ اللہ کی ایک خصوصیت یہ تھی کہ جب تک کوئی معقول عذر نہ ہوتا، اس وقت تک ہمیشہ ادارہ میں مقرر وقت پر تشریف لے آیا کرتے تھے، اور ادارہ میں داخل ہونے کے بعد سب سے پہلے عملہ کے رجسٹر حاضری میں اپنی آمد کے وقت کا اندراج فرمایا کرتے تھے، جب کہ آپ کی رہائش گاہ ادارہ میں روزہ مرہ باہر سے آنے والے عملہ کے افراد کے مقابلہ میں سب سے زیادہ دور تھی، آپ کی رہائش گلزارِ قائد سے بھی آگے ایئرپورٹ ہاؤسنگ سوسائٹی میں واقع تھی، جب کہ بعض اوقات شدید سردی اور بارش وغیرہ کا موسم بھی ہوتا تھا، لیکن برادرِ محترم حکیم محمد فیضان صاحب رحمہ اللہ ہر قسم کے حالات میں بروقت ادارہ میں پہنچنے کا اہتمام کیا کرتے تھے، اور گھر سے ادارہ اور ادارہ سے گھر آمد ورفت کے لئے عام طور پر موٹر سائیکل استعمال کیا کرتے تھے۔

خوشخطی

برادرِ محترم حکیم محمد فیضان صاحب رحمہ اللہ کی تحریر صاف ستھری اور خوش خطی کی حامل ہوتی تھی، اسی وجہ سے وہ وقتاً فوقتاً ادارہ غفران کے طلبۂ کرام کو خوشخطی کی مشق کرایا کرتے تھے، جس سے متعدد طلبۂ کرام فیض یاب ہوئے۔

شفقت و لطافت

برادرِ محترم جناب حکیم محمد فیضان صاحب رحمہ اللہ کے اخلاقِ حمیدہ میں شفقت و لطافت کی صفت نمایاں طور پر قابلِ ذکر تھی، آپ دوسروں کے ساتھ انتہائی شفقت و لطافت کا برتاؤ کیا کرتے تھے، جس کی وجہ سے آپ سے ملاقات کرنے والا شخص اول وہلہ میں آپ سے مانوس ہو جاتا تھا، اور اسی وجہ سے آپ کے دوستوں، عقیدت مندوں اور چاہنے والوں کا حلقہ غیر معمولی وسیع ہو چکا تھا۔

تواضع و عاجزی

برادرِ محترم حکیم محمد فیضان صاحب رحمہ اللہ میں تواضع و عاجزی کی صفت بھی نماں طور پر پائی جاتی تھی، ان

کے قول وفعل سے تکبر و بڑائی کا اظہار نہیں ہوتا تھا، بلکہ عاجزی ومسکنت کا اظہار ہوتا تھا، جو کہ انتہائی عظیم صفت تھی۔

ایذاء رسانی سے اجتناب

برادرِ محترم حکیم محمد فیضان صاحب رحمہ اللہ کی زندگی میں ایک جس صفت کا نمایاں طور پر مشاہدہ کیا، وہ دوسروں کی ایذاء رسانی سے اجتناب کرنا تھا، اس مقصد کے لئے انہیں اپنے آپ کو سخت جسمانی یا ذہنی مشقت وکوفت کو برداشت کرنا گوارا ہوتا تھا، لیکن دوسروں کو تکلیف وایذاء پہنچانا گوارا نہیں ہوتا تھا۔

ساری زندگی انہوں نے اس اصول پر عمل کیا، اور ساتھ رہنے والوں کو محسوس بھی نہیں ہونے دیا کہ وہ دوسرے کی طرف سے کس قسم کی تکلیف اٹھا رہے ہیں، اور اس کے ساتھ ظاہری طور پر خوش اخلاقی کے ساتھ پیش آتے رہے۔

کینہ وبغض سے اجتناب

کینہ اور بغض سخت اخلاقی بیماریاں ہیں، اس قسم کی اخلاقی بیماریوں سے بھی اللہ تعالیٰ نے برادرِ محترم حکیم محمد فیضان صاحب رحمہ اللہ کو محفوظ رکھا ہوا تھا، آپ کے ساتھ کسی کی طرف سے کوئی زیادتی ہوتی، یا بدکلامی و بداخلاقی کا مظاہرہ ہوتا، تو آپ کو جو کچھ موقع پر اس کے متعلق فرمانا مناسب معلوم ہوتا، وہ فرمادیا کرتے تھے، یا خاموشی اختیار کرتے تھے، لیکن اس کی طرف سے کینہ وبغض دل میں نہیں رکھتے تھے، اور آئندہ اس کے ساتھ حسبِ سابق رویہ اختیار فرماتے تھے، جیسا کہ کچھ ہوا ہی نہیں، جبکہ عام طور پر لوگوں میں اس صفت کی بہت کمی پائی جاتی ہے۔

(جاری ہے............)

مقالات ومضامین مولانا طارق محمود

حکیم محمد فیضان صاحب رخصت ہوگئے

آج سے کئی سال پہلے کی بات ہے بندہ ادارہ کے کسی انتظامی معاملہ میں جناب حکیم محمد فیضان صاحب سے معذرت کرنے کے لئے گیا، تو حکیم صاحب نے بڑی خوشدلی اور فراخدلی کے ساتھ درگزر کا معاملہ فرمایا اور فرمایا کہ:

> مولوی صاحب بندہ کی عمر تو ایسے ہی گزر گئی ہے، لیکن بندہ یہ چاہتا ہے کہ بندہ کی آخری عمر آپ لوگوں کے ساتھ اور ادارہ کے ساتھ وابستگی ہی میں گزر جائے، بس یہی عمر بھر کی کمائی ہے۔

کسی کو کیا پتا تھا کہ حکیم صاحب کی یہ بات اللہ تعالیٰ اس طرح پوری فرمائیں گے، کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو آخری عمر تک ادارہ ہی کے ساتھ وابستہ رکھا، یہاں تک کہ وہ حادثہ والے دن بھی ادارہ تشریف لائے، اور اپنی حاضری کا وقت صبح نو بج کر پندرہ منٹ درج فرمایا۔

اور ادارہ ہی سے اپنے والد صاحب کی قبر کی زیارت کے لئے تشریف لے جارہے تھے کہ راستہ میں موٹر سائیکل کا چھوٹا سا حادثہ پیش آ گیا، جس کے بعد آپ ادارہ تشریف لائے، اور ہسپتال سے طبی معائنہ کرانے کے بعد آپ دوبارہ تشریف لائے، کچھ دیر سامنے اپنی والدہ صاحب کے گھر تشریف لے گئے، جہاں اپنی والدہ صاحبہ اور دیگر افرادِ خانہ کو بھی کھانے پر بلایا، اور ادارہ سے آلو گوشت کا سالن منگوا کر ان کو اپنے ساتھ کھلایا اور ان سے کہتے رہے کہ دیکھئے ہمارے مدرسہ میں کس طرح کا مزیدار اور معیاری کھانا پکتا ہے۔

کھانے کے بعد آپ ادارہ تشریف لے آئے، جہاں آپ کی طبیعت خراب ہوگئی، اور ادارہ سے ہی آپ کو ہسپتال لے جایا گیا۔

ادارہ سے آپ کے جانے کا وقت شام کو چار بج کر پینتالیس منٹ مقرر تھا، لیکن آپ کو اس سے پہلے ہی معائنہ کے لئے ہسپتال لے جایا گیا، گویا کہ آپ کو ادارہ سے گھر جانے کا موقع ہی نہ مل سکا۔

اور اس کے بعد دومرتبہ سر کا آپریشن ہونے کے بعد آپ کو ہوش ہی نہ آیا، اور آخر کار آپ اس دارِ فانی سے

جمعرات 18 شعبان 1437ھ، 26 مئی 2016ء، کو رخصت ہو گئے۔

اللہ تعالیٰ نے یہ اعزاز بھی آپ کو بخشا کہ آپ کی میت کو ادارہ ہی لایا گیا، اور غسل و تکفین کے بعد آپ کی میت ادارہ ہی میں رکھی گئی، اور ادارہ ہی سے آپ کا جنازہ اٹھایا گیا، گویا کہ صبح ادارہ تشریف لانے کے بعد آپ کو دوبارہ گھر جانے کا موقع ہی نہ مل سکا، اور نہ ہی آپ کے حاضری فارم میں آپ کے جانے کے وقت کا اندراج ہو سکا۔ [1]

حکیم فیضان صاحب یوں تو ادارہ کے بہت سے شعبوں کے ساتھ وابستہ تھے، لیکن حساب کتاب (اکاؤنٹ) میں ان کو بڑی مہارت حاصل تھی، اور ہر چیز صاف کر کے اور مکمل یعنی پوری بات لکھا کرتے تھے، اور ان کی لکھی ہوئی بات میں اتنی صفائی ہوتی تھی کہ بہت کم ان سے پوچھنے کی ضرورت پیش آتی تھی کہ یہ کیا لکھا ہوا ہے، اور اس کا مطلب کیا ہے۔

جس دن حکیم صاحب کو حادثہ پیش آیا، اس سے اگلے دن جب ان کا آپریشن ہو چکا تھا، اور آپ بے ہوش تھے، اور اتفاق سے وہ 14 شعبان کا دن تھا، اور اسی دن ادارہ کے سالانہ حساب کتاب کا آخری دن ہوتا ہے، اور ہم ادارہ کے اکاؤنٹ کی کلوزنگ (Closing) کرتے ہیں، میں اور جناب ابراہیم صاحب کمپیوٹر کے شعبہ میں ادارہ کے ریکارڈ کی جانچ پڑتال کر رہے تھے کہ جناب حکیم صاحب سے متعلقہ رجسٹروں کی ضرورت محسوس ہوئی۔

بندہ نے حضرت مفتی محمد رضوان صاحب سے درخواست کی کہ ان کے واسکٹ کی جیب سے چابیاں منگوا کر مولانا محمد ناصر صاحب کی معیت میں ہم ان کے ڈیسک سے رقم وغیرہ اور رجسٹر وغیرہ نکال کر ایک کاغذ پر ان کا حساب لکھ کر وصول کر لیتے ہیں، تاکہ ادارہ کے سالانہ اکاؤنٹ کی تکمیل کی جا سکے، بعد میں جب ان کو صحت حاصل ہو گی، تو ان کو بتا دیں گے کہ آپ کے ڈیسک میں اتنی رقم موجود تھی، کیونکہ بظاہر ان کی بیماری بڑی محسوس ہو رہی ہے، اور پتہ نہیں کہ آپریشن کے بعد کتنے دن ان کو ہسپتال میں اور پھر گھر میں رہنا

---

[1] دنیا کے بعض معاملات میں یہ ترتیب رائج ہے کہ کسی انسان کا جس کام کے دوران انتقال ہو جاتا ہے، تو اس کو اعزازی طور پر ریکارڈ میں اسی کام سے وابستہ رکھا جاتا ہے، جیسے کوئی کھلاڑی کرکٹ کھیلنے کے دوران بیٹنگ کرتے ہوئے بال وغیرہ لگنے سے مرجائے، تو اس کو ریکارڈ میں ''ناٹ آؤٹ'' لکھا جاتا ہے۔

اسی طرح جناب حکیم محمد فیضان صاحب صبح ادارہ تشریف لائے، اور اپنا حاضری کا وقت درج فرمایا، لیکن واپس گھر جانے سے پہلے پہلے ہی دنیا سے رخصت ہو گئے، اور ادارہ سے ہی ان کا آخرت کا سفر شروع ہوا، اس لئے ادارہ کے ریکارڈ میں اعزازی طور پر ان کے نام کے ساتھ اس چیز کا اندراج ہونا بھی مناسب ہے کہ حکیم محمد فیضان صاحب اعزازی طور پر حاضر ہیں۔

پڑے، یا پھر اللہ کو کیا منظور ہے، اور اتنے دن تک ہمیں ادارہ کے حساب کتاب کو روک کر رکھنا مشکل کام ہے۔

بہرحال حضرت مفتی محمد رضوان صاحب کی اجازت سے مولانا محمد ناصر صاحب نے خود چابی لا کر ان کے ڈیسک کو کھولا، اور میں نے اور مولانا محمد ناصر صاحب نے جناب محمد ابراہیم صاحب کی موجودگی میں رقم کو ان کے رجسٹروں کے ساتھ برابر کیا، تو ان کے حساب میں بالکل فرق نہیں تھا، اور یوں محسوس ہوا کہ جیسے انہوں نے ادارہ سے جانے سے پہلے ساری رقم گن کر اور حساب کو مکمل کر کے ہی اس رقم کو رکھا ہو۔

اس کے علاوہ بھی ان میں بہت سی خصوصیات تھیں، لیکن بندہ کے خیال میں ادارہ و مدرسہ کے حساب کتاب کی مالی ذمہ داری سے ان کا وابستہ ہو جانا، اور پھر اس ذمہ داری کو ایمان داری اور دیانت داری کے ساتھ اس طریقہ سے نبھانا کہ اس حساب کتاب کو ان کی غیر موجودگی میں چیک کیا جائے، تو رقم بالکل پوری ہو، اور جس طرح رجسٹر میں اندراج ہوا ہو، رقم بھی اسی کے مطابق ہو، یہ ان کی ایمان داری اور دیانت کی بہت بڑی دلیل ہے، بلکہ میں سمجھتا ہو کہ ان کی کرامت ہے۔

بہرحال اس دنیائے فانی سے ہر انسان نے رخصت ہونا ہے، اور کسی نے اس دنیا میں ہمیشہ نہیں رہنا، لیکن ادارہ غفران کی حد تک ادارہ کے لئے ان کی وفات بہت بڑا سانحہ و حادثہ ہے، اور ادارہ کی تاسیس سے لے کر ادارہ سے وابستہ کارکن حضرات میں دنیا سے تشریف لے جانے والوں میں آپ سب سے پہلے ہیں، اور آپ کے جانے سے ادارہ میں جو خلا پیدا ہو گیا ہے، اس کو پورا کرنا مشکل ہے۔

اللہ تعالیٰ جناب حکیم فیضان صاحب کی کروٹ کروٹ مغفرت فرمائے، اور آپ کے درجات کو بلند فرمائے، اور ادارہ غفران کو آپ کا صحیح نعم البدل عطا فرمائے۔ آمین۔ ثم آمین۔

مقالات ومضامین مفتی محمد یونس

كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ

ہفتے کا دن ہے اور شعبان ۱۴۳۷ھ کی ۱۳ تاریخ ہے، جناب حکیم محمد فیضان صاحب حسب معمول ادارے تشریف لاتے ہیں معمول کے مطابق حاضری رجسٹر میں اپنی آمد کا وقت تحریر کر کے دستخط ثبت فرماتے ہیں، کسے خبر تھی کہ آج آخری مرتبہ آپ حاضری کا وقت درج فرما رہے ہیں پھر کبھی حاضری کا وقت لکھنے کی آپ کو نوبت ہی نہیں آئے گی۔

آپ روز کی طرح حاضری لگا کر تھوڑی دیر اپنی نشست پر تشریف رکھتے ہیں اپنا حساب کتاب اور ضروری امور مختلف کھاتوں میں درج کرتے ہیں پھر سامنے اپنے بھائیوں کے گھر تشریف لے جاتے ہیں اور پھر تقریباً ساڑھے نو پونے دس بجے اپنے بھانجے ضیاء کو ساتھ لے کر موٹر سائیکل پر اپنے والد مرحوم کی قبر پر جانے کے ارادے سے نکلتے ہیں مگر راستے میں ہی ایک بظاہر معمولی نوعیت کے حادثے کا شکار ہو کر واپس ادارے تشریف لے آتے ہیں اپنے ہی رکھے ہوئے ابتدائی طبی امداد کے سامان سے اپنے زخموں پر دوا لگا کر مزید باقاعدہ علاج کے لئے اپنے اکلوتے بیٹے مولوی محمد فرحان اور اپنے ہمدرد و مخلص رفیق کار مولوی عبدالسلام صاحب کے ہمراہ بے نظیر بھٹو ہسپتال جاتے ہیں چیک اپ کے بعد مطمئن ہو کر ادارے واپس آجاتے ہیں اپنے مقدر کا رزق کھا پی کر آرام کرتے ہیں۔

کسے معلوم تھا کہ آخری مرتبہ اپنے ہاتھوں سے کھا پی رہے ہیں کچھ دیر آرام کے بعد تقریباً ساڑھے تین بجے سہ پہر گھر جانے کا ارادہ کرتے ہیں کہ اچانک متلی ہو کرتے ہونے لگتی ہے اور ٹھنڈے پسینے آنا شروع ہو جاتے ہیں ہسپتال لے جانے پر معلوم ہوتا ہے کہ معاملہ سیریس ہو چکا ہے مختلف طرح چیک اپ ہوتا ہے دماغ کا ٹیسٹ ہوتا ہے بالآخر اسی روز رات گئے دماغ کا آپریشن تجویز ہوتا ہے۔

ہوش حواس کے ساتھ حاضرین سے باتیں کرتے ہوئے غائبین سے فون پر معافی تلافی کرتے ہوئے آپریشن تھیٹر جاتے ہیں آپریشن کے لئے بے ہوش کیے جانے کے بعد ہوش میں نہیں آتے اور چار دن بے ہوش رہنے کے بعد بالآخر ۱۸ شعبان ۱۴۳۷ھ بروز جمعرات تقریباً سوا دس بجے اپنے مالک حقیقی سے جا ملتے ہیں۔

اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيۡهِ رَاجِعُوۡنَ

اِنَّ لِلّٰهِ مَا اَخَذَ وَلَـهٗ مَا اَعۡطٰی وَ کُلُّ شَیۡءٍ عِنۡدَہٗ بِاَجَلٍ مُّسَمًّی

اللہ کے راز اللہ ہی جانے نکلے تھے والد مرحوم کی قبر پر جانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ کے لئے اس عالم میں پہنچا دیا جہاں والد مرحوم پہلے ہی پہنچے ہوئے ہیں۔

اللہ تعالی مرحوم کی بخشش فرمائے اور آپ کے جملہ لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے آمین۔

میری پہلی ملاقات مرحوم سے غالباً ۱۹۹۷ء کے آخر میں جامعہ اسلامیہ صدر راولپنڈی کے دارالافتاء میں ہوئی تھی، اپنے بھائی حضرت مفتی محمد رضوان صاحب دامت برکاتہم کے ساتھ آپ کبھی کبھی مدرسے تشریف لاتے تھے اور اس دور میں حضرت مفتی صاحب دامت برکاتہم کے فرمانے پر آپ نے بعض فتاویٰ بھی نقل کیے تھے جن پر آپ نے اپنا پرانا نام محمد شہزاد لکھا تھا ان فتاویٰ کی نقول بھی شاید کہیں رکھی ہوں گی۔

پھر ادارہ قائم ہونے کے بعد آپ برابر ادارہ کے اراکین میں شامل رہے ادارہ کے اہم معاملات کی مشاورت میں آپ کو ضرور شامل کیا جاتا تھا میرے ساتھ اور میرے بچوں کے ساتھ آپ خاص شفقت فرماتے تھے اہم معاملات میں اخلاص وہمدردی کے ساتھ بندہ کی راہنمائی فرماتے تھے کئی مرتبہ بندہ کی درخواست پر بندہ کے گھر بھی تشریف لے گئے، تین چار مرتبہ گاؤں جانے کی زحمت بھی گوارا فرمائی۔

احقر کے ہم زلف بھائی جان محمد فاروق اختر مرحوم ۱۴۲۴ھ میں اپنی اہلیہ محترمہ اور خوشدامن و پھوپھی صاحبہ کے ساتھ حج پر گئے، اسی سال جناب حکیم صاحب مرحوم حجاج کے خدمتگاروں میں تشریف لے گئے تھے وہاں ان کی باہم ملاقاتیں ہوتی رہیں جناب حکیم صاحب مرحوم کے اخلاق حسنہ اور تواضع وملنساری سے ہمارے یہ رشتہ دار بہت متأثر ہوئے پھر اسی تعلق کی بنیاد پر مرحوم کئی مرتبہ ہمارے گاؤں تشریف لے گئے۔

میری پھوپھی صاحبہ اور باجی صاحبہ کو ان کی وفات کا سن کر دلی صدمہ ہوا مرحوم کی وفات سے پہلے تک پھوپھی صاحبہ اور باجی صاحبہ ملاقات کے وقت اور فون پر لازماً آپ کی خیریت دریافت کرتی تھیں اور آپ کی خدمت میں سلام کہلواتی تھیں اور آپ کے لئے دعائیں کرتی تھیں جواباً آپ بھی ان کے لئے سلام دعا بھجواتے تھے اور اب آپ کی مغفرت کی دعائیں کرتی ہیں اللہ آپ کی مغفرت فرمائے آمین۔

مرحوم بہت سی خوبیوں کے مالک انسان تھے منہ پر کھری بات کہنے کی جرأت رکھتے تھے اگرچہ مخاطب کو کڑوی لگے، مجھ سے کئی مرتبہ کوئی بات پوچھنے پر فرماتے تھے کہ مولوی صاحب اب سچی بات کہوں گا تو

آپ کو کڑوی لگے گی۔

اصل بات یہ ہے اور واقعی بعض اوقات ان کی بات سن کر وقتی طور پر ایسے لگتا تھا جیسے کسی نے منہ میں کڑوی دوائی انڈیل دی ہو مگر بعد میں غور کرنے سے ان کی بات درست معلوم ہوتی تھی۔

ان کی شخصیت کا ایک رعب تھا جس کی وجہ سے انتظامی طور پر ادارے کو کئی فوائد حاصل ہو رہے تھے اسی وجہ سے میری ہمیشہ سے رائے ہوتی تھی کہ مدرسے کا ناظم عمومی انہی کو مقرر کیا جائے۔

بہرحال موت سے کسی انسان کو مفر نہیں ہے "کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ" ارشاد ربانی ہے وقت مقررہ پر ہر انسان نے فوت ہونا ہے ان کی موت کا جو وقت اللہ تعالیٰ کے ہاں مقرر تھا جب وہ وقت آ گیا تو ایک معمولی حادثہ ان کے لئے جان لیوا بن گیا۔

اللہ مرحوم کی مغفرت فرمائے آمین ان کی قبر کشادہ اور منور فرمائے اور آئندہ آنے والے تمام مراحل ان کے لئے اپنے فضل سے آسان فرمائے آمین۔

مرحوم نے اپنے پیچھے ضعیف والدہ، ایک بیوہ، ایک بیٹا، بھائی بہنوں، ہندوستان و پاکستان میں رہائش پذیر کئی عزیزوں اور اپنے بہت سارے متعلقین کو سوگوار چھوڑا ہے اللہ ان سب کو صبر جمیل عطا فرمائے آمین۔

مقالات و مضامین مفتی محمد امجد حسین

بچھڑ گیا

(مسیحائے قوم کی موت)

جناب حکیم محمد فیضان صاحب گزر گئے، 18 شعبان (26 مئی 2016) بروز جمعرات دن دس بجے کے قریب سول ہسپتال راولپنڈی کے خصوصی نگہداشت کے شعبہ میں آپ کی روح قفسِ عنصری سے پرواز کرگئی۔ روڈ ایکسیڈنٹ کے نتیجے میں آپ کو دماغی چوٹ آئی تھی، جس کی وجہ سے دو دن میں آپ کے دو آپریشن ہوئے، موت وحیات کی کشمکش میں رہنے کے بعد حادثے کے چھٹے دن آپ سب چاہنے والوں کو، اعزہ، احباب و متعلقین کو سوگوار چھوڑ کر عقبیٰ کے سفر پر روانہ ہوگئے۔

اِنَّ لِلّٰہِ مَا اَخَذَ وَلَہٗ مَا اَعْطٰی وَکُلُّ شَیْءٍ عِنْدَہٗ بِاَجَلٍ مُّسَمًّی

کُلُّ مَنْ عَلَیْھَا فَانٍ، وَّ یَبْقٰی وَجْہُ رَبِّکَ ذُو الْجَلَالِ وَ الْاِکْرَامِ

آپ کی جدائی ادارہ غفران کے لئے بڑا دھچکہ ہے، ادارہ کی عمر اس شعبان میں 18 سال ہوچکی ہے، حکومتی کاغذوں میں شہریوں کا سنِ شعور تک پہنچنے کی یہی عمر ہے، جس کے بعد سرکار شناختی کارڈ ایشو کرتی ہے، اور انتخابات میں رائے دہندگی کی اجازت دیتی ہے۔

گویا ہمارا ادارہ قومی شناخت حاصل کرنے کی عمر کو پہنچ چکا ہے، ادارہ کو سنِ شعور کے اس مرحلے تک پہنچانے اور خونِ جگر سے اس نونہال پودے کی آبیاری کرنے کا ایک پسِ منظر بھی ہے، جس میں کئی افراد کا حصہ ہے، جناب حکیم فیضان صاحب بھی انہی میں سے ایک ہیں، جن کے بارے میں کہا جاسکتا ہے کہ: ع

مدتوں مجھے گلشن کی فضا یاد کرے گی

آپ ادارہ غفران کے رکنِ رکین تھے، مجلسِ شوریٰ و مجلس عاملہ دونوں کا عضو تھے، لیکن عضوِ معطل نہیں تھے، فعال و سرگرم تھے، عملاً ادارہ کے انتظامی ڈھانچہ میں نظامت کا منصب رکھتے، اور اس کو نبھاتے بھی تھے، نظامت کا یہ منصب پچھلے اٹھارہ سال کے عرصے میں بندہ راقم الحروف اور آپ مرحوم کے درمیان ادل بدل کر دائر رہا ہے۔

وہ ہمارے بڑے تھے، ہمارے مدیر و مؤسسِ ادارہ حضرت مفتی محمد رضوان صاحب کے بڑے بھائی بھی

تھے، ہم نے آپ کو بڑا ہی ہمیشہ سمجھا اور بڑائی کو ملحوظ رکھا، آپ نے بھی ہمیشہ بڑے پن کا ثبوت دیا، خاندانی آدمی تھے، خاندانی رکھ رکھاؤ کے حامل تھے، بردبار، متحمل مزاج، زیرک و ہوشیار، معاملہ فہم، نکتہ سنج، دقیقہ رَس تھے، حکمت کا رضا کارانہ شغف بھی رکھتے تھے، طب یونانی اور ہومیو پیتھک ادویہ دونوں طریقۂ علاج پر دسترس رکھتے تھے، اور محدود درجے میں علاج کرتے تھے، ایک اچھے عامل بھی تھے، جھاڑ پھونک، عملیات تعویزات، حدود و قیود کی رعایت کے ساتھ ادارہ کے مکتبہ کے ایک حصہ میں بیٹھ کر کرتے تھے، لوگوں کا اعتماد اور مراجعت آپ کی طرف بکثرت تھی، آپ کے طبی و روحانی علاج سے لوگ بکثرت شفا پاتے تھے، ہمارے جاننے والوں، ہمارے ادارہ کے احباب کے اپنے بیسیوں واقعات ہیں کہ آپ کی مسیحائی اور عملیات و معالجات سے اللہ پاک نے لاعلاج، مزمن اور پیچیدہ عوارض سے شفا بخشی۔

پسماندگان میں والدہ، تین بھائیوں، بہنوں اور ان کی فیملیوں کے علاوہ بیوہ اور واحد و اکلوتے فرزند جناب مولوی حافظ محمد فرحان صاحب زید مجدہ کو چھوڑ گئے ہیں، آپ کے صاحب زادے ماشاءاللہ صالح جوان ہیں، سعادت مند، مودّب، ذکی و ذہین، معاملہ فہم، ہوشیار و سمجھدار ہیں، شادی شدہ اور ایک چار سالہ بیٹی کے والد ہیں، دینی و علمی مشغولیت رکھتے ہیں، جناب حکیم فیضان صاحب ساٹھ کے پیٹے میں تھے کہ وقت موعود آ پہنچا، آپ کا جنازہ غیر معمولی تھا، لوگوں کی اتنی بڑی تعداد یہاں جنازوں میں دیکھی نہیں گئی۔

یہ آپ کی مرجعیت و مقبولیت کی علامت تھی، سب اہلِ تعلق اور اپنے حلقے کے لوگوں نے، جن کی آپ سے راہ و رسم یا تعارف تھا، آپ کی جدائی کو بڑی شدت کے ساتھ محسوس کیا، اور اپنے جذبات و تاثرات کا بہت کثرت کے ساتھ اظہار کیا۔

ازروئے حدیث لوگوں کی یہ اچھی تعریف ان شاءاللہ آپ کے لئے نیک شگون اور حسنِ عاقبت کا پیش خیمہ ہے۔

بجا کہے جسے خلقت اسے بجا سمجھو — زبانِ خلق کو نقارۂ خدا سمجھو

آخر میں چند اشعار آپ کی نذر:

چراغ تھا جو نور کے جلو میں تا سحر گیا — شہاب تھا جو ٹوٹ کر چہار سو بکھر گیا

صحبتوں کی آرزو، رفاقتوں کی آرزو — چلی ہوائے بے اماں کہاں چلا بچھڑ گیا

وہی تو ایک شخص تھا جو ورق ورق پر نقش تھا — بچھڑ گیا! بچھڑ گیا! بچھڑ گیا! بچھڑ گیا!

مقالات و مضامین مولانا محمد ناصر

حکیم صاحب اور بڑوں کی برکت

حکیم محمد فیضان صاحب رحمہ اللہ ادارہ غفران کے عملی طور پر ناظم تھے، آپ ادارہ غفران کے قیام کے دن سے ہی ادارہ میں اپنی خدمات انجام دے رہے تھے، کسی بھی کام کی ابتداء میں پیش آنے والی مشکلات کو حل کرنا اور اُن مسائل ومشکلات پر صبر کرنا ہمت کا کام ہوتا ہے، حکیم محمد فیضان صاحب رحمہ اللہ کو یہ شرف بھی حاصل ہے کہ آپ نے ادارہ کے قیام کے ابتدائی مشکل دور کو بھی دیکھا، اور ادارہ کے مدیر حضرت مفتی محمد رضوان صاحب مدظلہ کے ساتھ ادارہ کی ترقی اور کامیابی کے لئے کوشاں رہے، آپ ادارہ غفران کے اراکین میں سب سے عمر رسیدہ تھے، اور آپ کی گفتگو ناصحانہ ہوتی تھی۔

اور حدیثِ مبارکہ "البركة مع أكابركم" یعنی ''برکت تمہارے اکابر کے ساتھ ہے'' کے مطابق آپ کی ذات ادارہ غفران اور اس کے عملہ کے لئے بہت بابرکت تھی۔ [1]

بندہ کو ادارہ کے قیام کے ابتدائی دِنوں کی حکیم صاحب رحمہ اللہ کی وہ خدمات بھی یاد ہیں کہ جب ادارہ میں آپ نے کتب خانہ کا شعبہ سنبھالا، تو روایتی اور رسمی یا غیر مستند کتب اکٹھی کرنے اور کتب خانہ سے تجارت اور دنیاوی نفع کو مقصد بنانے کے بجائے ادارہ کے مسلک ومشرب کے مطابق آپ نے صرف مستند دینی کتب کا ذخیرہ جمع کیا، اور ادارہ کے ایک چھوٹے سے گیلری نما کمرے میں کتب خانہ کے شعبہ کی بنیاد رکھی، اُس دور میں عموماً آپ سادہ انداز کا خانہ دار سُرخ رومال سر پر باندھ کر کتب خانہ میں تشریف رکھتے تھے۔

اس چھوٹے سے کتب خانہ میں اس دور میں آپ نے اکابر کی نایاب کیسٹیں بھی رکھی تھیں، جو آپ کو بڑی محنت سے حاصل ہوئی تھیں، اُن میں حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی صاحب، حضرت مفتی محمد شفیع صاحب، حضرت قاری طیب صاحب، حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب کے نام قابلِ ذکر ہیں۔

کتب خانہ میں کتب کی آمد ورفت کا نظام آپ کے حُسنِ انتظام کا نمونہ تھا، چنانچہ آپ کتب خانہ میں موجود کتابوں پر فوراً اُن کی اصل اور رعایتی قیمت درج کروادیتے تھے، تاکہ آپ کی عدم موجودگی میں بھی اگر کسی کو کوئی کتاب دینے کی ضرورت پیش آجائے، تو قیمت معلوم کرنے کی زحمت کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

---

[1] أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قال "البركة مع أكابركم" (ابنِ حبان، رقم الحديث ٥٥٩، قال شعيب الارنؤوط: إسناده صحيح)

حکیم صاحب رحمہ اللہ کے اخلاق بھی نہایت عمدہ تھے، آپ نرم بات کرنے والے تھے، چہرے پر ہلکی مسکراہٹ رہتی تھی، ملاقات کے وقت بلند آواز سے سلام کرتے اور مناسب آواز سے جواب دیتے تھے، بندہ کو آپ کا چیخ کر غصہ میں بات کرنا یاد نہیں، آپ کا یہ برتاؤ ادارہ کے ہر کارکن کے ساتھ تھا۔

ایک ناظم کی حیثیت سے ادارہ کے ہر طرح کے معاملات کی نگرانی اُن کے فرائضِ منصبی میں شامل تھی، لیکن کبھی چھوٹوں پر اُن کی کسی غلطی پر سیخ پا نہیں ہوتے تھے، بلکہ ہمیشہ شفقت کے ساتھ غلطیوں پر متوجہ فرماتے، اور اچھے انداز میں انہیں سمجھاتے تھے۔

آپ انتہائی متحمل مزاج تھے، بندہ نے گزشتہ دو سال حکیم صاحب کے مشیر کی حیثیت سے ادارہ کے انتظامی معاملات کو دیکھا، ہر موقعے پر حکیم صاحب کو بہت تحمل مزاج اور مدبر پایا۔

ادارہ غفران کے مالیات کا نظام بھی آپ کے پاس تھا، جس کو آپ نے آخری دن تک بحسن وخوبی نبھایا۔

وقت کی پابندی میں بھی آپ بے مثال تھے، آپ کی رہائش گاہ ادارہ غفران سے کافی فاصلے پر تھی، مگر کئی امراض میں مبتلا ہونے کے باوجود اس عمر میں بھی ادارہ میں صبح بروقت تشریف لاتے تھے، کچھ عرصہ پہلے دل کا بائی پاس بھی ہوا تھا، چند ماہ ڈاکٹروں کی ہدایات کے مطابق آرام کیا، اور اس کے بعد پھر روزانہ ادارہ میں اپنے وقت پر تشریف لانا شروع ہو گئے تھے، آپ کی یہ وقت کی پابندی اور مستقل مزاجی تمام کارکنان کے لئے نمونہ رہی، اور آئندہ کے لئے بھی نمونہ ہے۔

ایک عرصہ سے آپ ادارہ میں حضرت مدیر صاحب کے مشورہ سے عامۃُ النّاس کو دَم اور تعویذ بھی کر رہے تھے، اور باوضو ہو کر تعویز لکھتے تھے، آپ کے ساتھ ایک بڑا حلقہ وابستہ تھا، اس کے علاوہ آپ طب وحکمت سے بھی واقف تھے، اور طبِ یونانی اور ہومیوپیتھی ادویہ بھی مریضوں کو فراہم کرتے تھے، اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذریعہ اپنی بہت سی مخلوق کو نفع پہنچایا۔

ان صفات کے ساتھ حکیم صاحب رحمہ اللہ میں تواضع اور انکساری بھی نمایاں تھی، آپ نے ہندوستان اور پاکستان کے بڑے اکابر کی صحبت اُٹھائی تھی، اور اُن سے دعائیں حاصل کر رکھی تھیں، بندے کی یادداشت کے مطابق ایک عرصہ قبل حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب رحمہ اللہ ادارہ غفران میں تشریف لائے تھے، اس موقعے پر حکیم محمد فیضان صاحب رحمہ اللہ کو حضرت حکیم اختر صاحب رحمہ اللہ سے بیعت کا شرف بھی حاصل ہوا تھا، مگر اس سب کے باوجود آپ قراء، علماء، صلحاء کی بہت قدر کرتے، اور اُن کی تعظیم کرتے تھے، اور فرمایا کرتے تھے کہ میں تو علماء کا خادم ہوں، اپنے چھوٹے بھائی اور ادارہ کے مدیر حضرت مفتی محمد رضوان

صاحب مدظلہم کے بارے میں فرماتے تھے کہ میں مفتی صاحب کا نوکر ہوں، آپ کا معمول تھا کہ جب صبح ادارہ میں تشریف لاتے، تو ادارہ غفران کے عملہ کے حضرات کو خود بآ وازِ بلند خوش الحانی کے ساتھ سلام کرتے تھے، مورخہ ۱۳/ شعبان ۱۴۳۷ھ، مطابق ۲۱/ مئی ۲۰۱۶ء بروز ہفتہ کی صبح بھی حسبِ معمول آپ ادارہ میں تشریف لائے، اور حسبِ عادت سلام کیا، بندہ اور دیگر ساتھیوں نے آپ کے سلام کا جواب دیا، آپ سے خیریت دریافت کی، تو حکیم صاحب نے معصومانہ انداز میں آنکھیں بند کرکے سر دائیں طرف جُھکاتے ہوئے خیریت کی اطلاع دی، اور پھر کتب خانہ میں تشریف لے گئے، کسی کو معلوم نہیں تھا کہ آج کا دن حکیم صاحب رحمہ اللہ کا ادارہ غفران میں آخری دن ہے۔

اسی دن دوپہر کے وقت حکیم صاحب رحمہ اللہ کا اپنے والد صاحب کی قبر کی زیارت کے لئے راولپنڈی کے ڈھوک رتہ کے قبرستان جاتے ہوئے موٹر سائیکل پر معمولی حادثہ پیش آیا، حالانکہ حکیم صاحب رحمہ اللہ نے ہیلمیٹ پہن رکھا تھا، جس کی آپ پابندی فرمایا کرتے تھے، اور آپ مناسب رفتار میں موٹر سائیکل چلاتے تھے، لیکن یہ حادثہ آپ کے لئے جان لیوا ثابت ہوا، حادثہ میں آپ کے سَر پر چوٹ آئی تھی، جس سے آپ کے دماغ میں خون جَم گیا، اتوار سے لے کر بدھ تک آپ راولپنڈی کے سول ہسپتال میں داخل رہے، جہاں آپ کے دماغ کے دو آپریشن ہوئے، بہت سے لوگ آپ کی صحت کے لئے دعائیں کررہے تھے، بدھ کے دن آپ روبصحت نظر آنے لگے، اور آپ کے صحت یاب ہونے کی اُمیدیں بھی بندھ گئیں، لیکن یہ عارضی افاقہ تھا، جمعرات کی صبح آپ کی طبیعت پھر زیادہ خراب ہوگئی، اور آپ تقریباً سوا دَس بجے کے قریب خالقِ حقیقی سے جاملے، دوپہر کو ادارہ کے چند خدام نے آپ کو غسل دیا، جس میں بندہ کو بھی شرکت کی سعادت حاصل ہوئی، آپ کے برخوردار مولانا محمد فرحان صاحب نے آپ کا نمازِ جنازہ پڑھایا، اور ادارہ غفران کے قریبی قبرستان، نزد گلاس فیکٹری روڈ میں آپ کی تدفین عمل میں آئی، آپ کے نمازِ جنازہ میں آپ کے متعلقین ومتوسلین کی بہت بڑی تعداد تھی، جن سے جنازہ گاہ پوری طرح بھر گئی تھی، حکیم محمد فیضان صاحب رحمہ اللہ کئی صفات کے حامل بزرگ تھے، اور اُن کے انتقال کے بعد ادارہ میں ایک خلاء پیدا ہوگیا ہے، جس کا ملاء مشکل ہے، اب جبکہ آپ ہمارے درمیان نہیں ہیں، ادارہ کی تعمیر وترقی کی یہ کوششیں آپ کے لئے صدقۂ جاریہ ہیں، اللہ تعالیٰ آپ کی ان خدمات کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے، اور ادارہ غفران کو آپ کا نعم البدل عطا فرمائے، اور آپ کو جنۃ الفردوس میں بلند مقام عطا فرمائے۔ آمین۔ ثم آمین۔

مقالات ومضامین قاری جمیل احمد

حکیم محمد فیضان صاحب کا انتقال

برادرِ محترم حضرت مولانا مفتی محمد رضوان صاحب مدظلہم کے بڑے بھائی حضرت حکیم محمد فیضان صاحب اس فانی دنیا سے رخصت ہوگئے۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ. اَللّٰھُمَّ اَجِرْنَا فِیْ مُصِیْبَتِنَا وَاخْلُفْ لَنَا خَیْرًا مِّنْھَا

حضرت حکیم محمد فیضان صاحب رحمہ اللہ تقریباً 18 سال تک ادارہ غفران کی خدمات سرانجام دیتے رہے ہیں، ان کے اس دنیا کے جانے کی وجہ سے بہت بڑا دھچکا لگا ہے، اور بہت بڑا نقصان ہوا ہے، اور یہ نقصان کیسے پورا ہوگا؟ اس نقصان کی کمی کو اللہ تعالیٰ سے پورا کروانے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلقین فرمائی ہوئی اس دعاء کو اللہ تعالیٰ سے خوب مانگا جائے۔

اَللّٰھُمَّ اَجِرْنَا فِیْ مُصِیْبَتِنَا وَاخْلُفْ لَنَا خَیْرًا مِّنْھَا

اے اللہ اس مصیبت میں ہمیں اجر عطا فرما، اور اس کی جگہ ہمیں بہترین بدل عطا فرما۔

مصیبت کے وقت ''اناللہ وانا الیہ راجعون'' پڑھنے کا رواج تو ہے، لیکن ساتھ یہ دعاء مانگنے کا رواج نہیں، اناللہ وانا الیہ راجعون کے ساتھ اس دعاء کو بھی اللہ تعالیٰ سے خوب مونگنا چاہیے۔

اگر عربی زبان میں یاد نہ ہو، تو اردو زبان میں مانگ لیا جائے، یا اپنی کسی بھی مادری زبان میں مانگ لیا جائے، اللہ تعالیٰ سے جس زبان میں بھی مانگو، اللہ تعالیٰ سنتے ہیں، اور قبول فرماتے ہیں، اللہ تعالیٰ اپنی مقدس کتاب میں فرماتے ہیں کہ:

وَقَالَ رَبُّکُمُ ادْعُوْنِیْ أَسْتَجِبْ لَکُمْ

اور تمہارے رب نے کہا ہے کہ مجھے پکارو، میں تمہاری دعائیں قبول کروں گا

اس مصیبت کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلقین فرمائی ہوئی اس دعاء کو اللہ تعالیٰ سے ضرور مانگا جائے۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ جس وقت اس دنیا سے رخصت ہوئے، تو ان کے اس دنیا سے رخصت ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ کے کسی بندے نے دل کے درد سے رو کر یہ دعا مانگی:

اَللّٰھُمَّ اَجِرْنَا فِیْ مُصِیْبَتِنَا وَاخْلُفْ لَنَا خَیْرًا مِّنْھَا

اللہ تعالیٰ نے اس بندے کی دعاء کو اس طرح قبول فرمایا کہ اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے امام شافعی رحمہ اللہ کو پیدا فرمادیا، اس غم وصدمہ کے وقت دردِ دل سے اللہ تعالیٰ سے حضرت حکیم محمد فیضان صاحب رحمہ اللہ کا نعم البدل مانگا جائے۔

اس غم وصدمہ کے وقت ایک کام کرنے کا یہ ہے کہ حضرت حکیم محمد فیضان صاحب رحمہ اللہ کی زندگی میں جو خوبیاں تھی، ان خوبیوں کو اپنے اندر پیدا کرنے کی فکر وکوشش کی جائے، آپ خوبیوں کا مجموعہ تھے۔

ان کی زندگی میں یہ خوبی تھی کہ دوسروں کو سلام کرنے میں پہل کرتے تھے، یہ انتظار نہ کرتے کہ پہلے دوسرا مجھے سلام کرے، بلکہ وہ خود ہر ایک کو سلام کرنے میں پہل فرماتے، اور ان میں یہ خوبی بھی تھی کہ جس کسی سے ناراضگی ہو جاتی، تو اس ناراضگی کو اپنے دل ودماغ میں نہ بٹھاتے، بلکہ جلد سے جلد پہل کر کے دوسرے کے ساتھ صلح کر لیتے، اور ناراضگی کو ختم فرمادیتے، اور ان میں یہ خوبی تھی کہ دوسروں کو نفع پہنچاتے، اور کسی کو دکھ نہ دیتے۔

بندہ کی اہلیہ کو معدے کی بیماری ہے، پچھلے سال بندہ نے اپنی اہلیہ کی بیماری کا ان کے سامنے تذکرہ کیا، تو انہوں نے بندہ کی اہلیہ کے لئے معدے کی دوا دی، اور الحمد للہ اس دوا کو استعمال کرنے کے بعد بفضلہٖ تعالیٰ اہلیہ کی صحت میں بہتری آ گئی، جب وہ دوا ختم ہو جاتی، تو اہلیہ میرے ذریعہ سے اور دوا منگوا لیتی، بندہ نے حضرت حکیم صاحب رحمہ اللہ کو ہر مرتبہ دوا کے پیسے دینے کی بہت کوشش کی کہ کسی طرح یہ مجھ سے اپنی دوا کے پیسے لے لیں، لیکن آگے سے یہ فرماتے کہ آپ کی اہلیہ کو دوا سے بفضلہٖ تعالیٰ فائدہ ہو رہا ہے، اور یہی میرے لئے آخرت کے پیسے ہیں۔

ان کی زندگی میں یہ خوبی بھی تھی ک وہ ہر ایک بندے کے مرتبہ کا لحاظ رکھ کر اس سے گفتگو فرماتے، ان میں یہ خوبی بھی تھی کہ دوسروں کے ساتھ ادب واحترام سے پیش آتے، اور دوسروں کے ساتھ محبت و شفقت اور ہمدردی فرماتے۔

قاری رحمت اللہ صاحب مجھ سے کہنے لگے کہ حضرت حکیم محمد فیضان صاحب کے دل میں آپ کی بڑی قدر و منزلت ہے، میں نے کہا وہ کیسے؟ کہنے لگے کے جس دن میری تدریس کا یہاں ادارہ میں تقرر ہوا، اس دن حضرت حکیم فیضان صاحب نے سب سے پہلی بات جو مجھ سے فرمائی وہ یہ تھی، فرمانے لگے قاری صاحب! دیکھنا اس بات کا دھیان رکھنا کہ قاری جمیل احمد ایک اچھے انسان ہیں۔

﴿بقیہ صفحہ 24 پر ملاحظہ فرمائیں﴾

مقالات و مضامین مفتی عبدالواحد قیصرانی

حکیم محمد فیضان خان صاحب جوابؔ ہم میں نہ رہے

ہمارے عزیز اور بزرگ دوست حکیم فیضان خان صاحب جواب ہم میں نہ رہے، حق جل مجدہٗ ان کی کامل مغفرت فرمائے اور درجات بلند فرمائے۔ آمین۔

انتہائی، ملنسار، متواضع اور نفیس مزاج انسان تھے، یونانی طب کے ساتھ ساتھ عملیات پر بھی خوب عبور تھا، اور فی سبیل اللہ لوگوں کا علاج بھی کرتے اور بہت سے لوگوں کے روحانی معالج تھے، تاہم ''پیر بابا'' ہونے کے باوجود جلالی نہیں جمالی مزاج کے حامل اور پر وقار شخصیت کے مالک تھے، آنکھوں میں ایک گہری خاموشی اور فکر مندی کے آثار لیے مگر لبوں پہ ہمیشہ ایک دھیمی سی مسکراہٹ تبسم کے انداز میں چہرے پر سجائے رکھتے تھے، یوں پہلی بار ملنے والا بھی اجنبیت محسوس کرنے کی بجائے ہمیشہ اپنائیت ہی محسوس کرتا، بڑوں کے ساتھ مؤدب اور چھوٹوں کے ساتھ انتہائی مشفق ان کی خمیر میں جیسے ودیعت تھا۔

جمعرات کی علی الصبح موبائل پر متعدد نمبروں سے فون کالز کے ساتھ ساتھ ان کی اچانک وفات کے میسجز موصول ہوئے، تو اس ابدی حقیقت پہ اچانک دل بھر سا آیا، اور ماضی کے کئی دریچے کھل گئے، ایک روڈ ایکسیڈنٹ ان کی حادثاتی موت کا سبب بنا۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

بعد از عصر ان کی نماز جنازہ میں ایک جم غفیر کے ساتھ شرکت کی توفیق ملی اور بستر مرگ پہ انھیں ابدی نیند سوتے دیکھا۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَہٗ وَارْحَمْہُ وَعَافِہٖ وَاعْفُ عَنْہُ وَاَدْخِلْہُ الْجَنَّۃَ الْفِرْدَوْسَ ۔ آمِیْن یَا رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ

میں تقریبا دو برس تک ادارہ غفران کے ساتھ تمرینِ افتاء کی غرض سے وابستہ رہا، جس کے کتب خانہ میں ان کی نشست ہوا کرتی تھی، یوں دو برس تک ان سے بالمشافہ رفاقت رہی، بعد ازاں گاہے بگاہے رابطہ رہا، مجھے خوب یاد ہے کہ جب وہ اپنے اکلوتے فرزند ارجمند (مولانا فرحان سلمہٗ) کے درس نظامی کی تکمیل اور جامعہ دارالعلوم کراچی سے فراغت پر خوشی کے ساتھ ساتھ بہت فکر مند تھے کہ اب مزید اسے کیا پڑھنا چاہئے۔

﴿بقیہ صفحہ 52 پر ملاحظہ فرمائیں﴾

مقالات ومضامین

ماسٹر عبدالحلیم احقر مانسہرہ

کُلُّ مَنۡ عَلَیۡهَا فَانٍ

موت ہے حکمِ اٹل زندگی دھوکہ ہے جان		سوئے رضوان ہوگئے رخصت بھائی حکیم فیضان
تو مشو غافل ہمہ زی روح ہم خواہند مرد		”کُلُّ نَفۡسٍ ذَائِقَةُ الۡمَوۡتِ“ ہے رب کا فرمان
جب اجل آتی ہے، تو پل بھر کو بھی ٹلتی نہیں		بحر عصیاں سے نکل کچھ کر لے عقبیٰ کا سامان
فیض تھا جاری صدا ہر سو حکیم فیضان کا		شعبہ طب میں بڑا ایک نام تھا حکیم فیضان
تھا ادارہ فیض یاب فیضان سے فیضان کے		مشکلیں آسان کر مرحوم کی ربِ رحمان
لاریب تھا روحِ رواں ادارہ غفران کا		غمزدہ ہے دوستو ادارہ اب بدوں فیضان
موت ہے مرحوم کی صدمہ بڑی سب کے لئے		تھے سبھی فیضان کے اور تھا سب کا فیضان
مثل شبنم مختصر ہے زندگی انسان کی		سود مند اس کو بنا اپنے لئے غافل انسان
ملت بیضا سنبھل تجھ کو مٹانے کے لئے		ہوگیا ہے کفر سارا متحداور یک جان
احقر جو آیا جہاں میں اس کو جانا ہے ضرور		”یَبۡقٰی وَجۡهُ رَبِّکَ“ ”وَکُلُّ مَنۡ عَلَیۡهَا فَانٍ“

بسلسلہ :تاریخی معلومات

مولانا طارق محمود

ماہِ جمادی الاخریٰ: ساتویں نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات

□......ماہِ جمادی الاخریٰ ۶۵۳ھ: میں حضرت ابوعبداللہ محمد بن محمد بن عثمان بلخی بغدادی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(طبقات الحنفیة لابی الوفاء القرشی، ج۲ص۱۲۵)

□......ماہِ جمادی الاخریٰ ۶۵۳ھ: میں حضرت ابوعبداللہ محمد بن محمد بن محمد بن عثمان بغدادی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(سیر اعلام النبلاء، ج۲۳ص۲۹۴)

□......ماہِ جمادی الاخریٰ ۶۵۴ھ: میں حضرت ابوالمجد اسماعیل بن ابی البرکات ہبۃ اللہ بن ابی الرضا بن سعید بن ہبۃ اللہ بن محمد موصلی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(طبقات الشافعیین لابی الفداء الدمشقی، ج۱ص۸۶۹)

□......ماہِ جمادی الاخریٰ ۶۵۵ھ: میں حضرت عماد الدین ابوالمجد اسماعیل بن ہبۃ اللہ بن باطیش موصلی شافعی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(سیر اعلام النبلاء، ج۲۳ص۳۱۹)

□......ماہِ جمادی الاخریٰ ۶۵۸ھ: میں حضرت ابوالکرم لاحق بن عبدالمنعم بن قاسم بن احمد بن حمد انصاری ارتاحی مصری حنبلی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(سیر اعلام النبلاء، ج۲۳ص۳۵۰)

□......ماہِ جمادی الاخریٰ ۶۵۸ھ: میں حضرت احمد بن یحییٰ بن ہبۃ اللہ بن سنی الدولہ حسن بن یحییٰ بن محمد بن علی بن صدقہ بن خیاط دمشقی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

(طبقات الشافعیین لابی الفداء الدمشقی، ج۱ص۸۶۷)

□......ماہِ جمادی الاخریٰ ۶۵۸ھ: میں حضرت ابومحمد عبداللہ بن احمد بن ابی بکر محمد بن ابراہیم سعدی مقدسی حنبلی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(سیر اعلام النبلاء، ج۲۳ص۳۷۶)

□......ماہِ جمادی الاخریٰ ۶۵۹ھ: میں حضرت ابوالعباس احمد بن محمد بن علی بن عبدالجبار بابشرقی قطان رحمہ اللہ کی ولادت ہوئی(معجم الشیوخ الکبیر للذھبی، ج۱ص۹۷)

□......ماہِ جمادی الاخریٰ ۶۷۰ھ: میں حضرت ابوالفضائل سلار بن حسن بن عمر بن سعید اربلی شافعی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(طبقات الشافعیین لابی الفداء الدمشقی، ج۱ص۸۹۹)

□......ماہِ جمادی الاخریٰ ۶۷۵ھ: میں حضرت ابوالمعالی احمد بن عبدالسلام بن مطہر بن ابی سعد بن

ابی عصرون معالی تمیمی حلبی دمشقی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(معجم الشیوخ الکبیر للذہبی، ج ۱ ص ۶۷)

□......ماہِ جمادی الاخریٰ ۶۷۷ھ: میں حضرت احمد بن محمد بن عیسیٰ انصاری ابن الخرزی دمشقی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(معجم الشیوخ الکبیر للذہبی، ج ۱ ص ۹۸)

□......ماہِ جمادی الاخریٰ ۶۸۲ھ: میں حضرت ابوحامد محمد بن عبدالکریم بن عبدالصمد بن محمد بن ابی الفضل شافعی دمشقی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(طبقات الشافعیین لابی الفداء الدمشقی، ج ۱ ص ۹۳۲)

□......ماہِ جمادی الاخریٰ ۶۸۷ھ: میں حضرت ابوالقاسم سعدالخیر بن عبدالرحمٰن بن نصر بن علی نابلسی شافعی معدل رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(معجم الشیوخ الکبیر للذہبی، ج ۱ ص ۲۶۳)

□......ماہِ جمادی الاخریٰ ۶۹۲ھ: میں حضرت ابواسحاق ابراہیم بن علی بن احمد بن فضل صالحی حنبلی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(معجم الشیوخ الکبیر للذہبی، ج ۱ ص ۱۴۴)

□......ماہِ جمادی الاخریٰ ۶۹۴ھ: میں حضرت ابوالعباس احمد بن عبداللہ بن محمد بن ابی بکر بن محمد بن ابراہیم طبری مکی شافعی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(طبقات الشافعیین لابی الفداء الدمشقی، ج ۱ ص ۹۳۹)

□......ماہِ جمادی الاخریٰ ۶۹۹ھ: میں حضرت ابوالعباس احمد بن فرح بن احمد بن محمد لخمی اشبیلی شافعی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(طبقات الشافعیین لابی الفداء الدمشقی، ج ۱ ص ۹۴۱)

□......ماہِ جمادی الاخریٰ ۶۹۹ھ: میں حضرت زینب بنت عمر بن کندی بن سعید بن علی دمشقیہ کندیہ رحمہا اللہ کی وفات ہوئی(معجم الشیوخ الکبیر للذہبی، ج ۱ ص ۲۵۴)

□......ماہِ جمادی الاخریٰ ۶۹۹ھ: میں حضرت عبدالعزیز بن محمد بن عبدالحق بن خلف دمشقی شافعی معدل رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(معجم الشیوخ الکبیر للذہبی، ج ۱ ص ۴۰۲)

□......ماہِ جمادی الاخریٰ ۶۹۹ھ: میں حضرت ابوالفضل محمد بن محمد بن مفضل بن محمد بن حبیش بہرانی قضاعی حموی شافعی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(معجم الشیوخ الکبیر للذہبی، ج ۲ ص ۲۸۱)

□......ماہِ جمادی الاخریٰ ۶۹۹ھ: میں حضرت ابوعبداللہ محمد بن مظفر بن قایماز سقطی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(معجم الشیوخ الکبیر للذہبی، ج ۲ ص ۲۸۵)

□......ماہِ جمادی الاخریٰ ۶۹۹ھ: میں حضرت ابوالعباس احمد بن سلیمان بن احمد بن اسماعیل بن عطاف انصاری بخاری مقدسی حنبلی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(معجم الشیوخ الکبیر للذہبی، ج ۱ ص ۴۵)

علم کے مینار | امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ (قسط:7) | مولانا غلام بلال

مسلمانوں کے علمی کارناموں وکاوشوں پر مشتمل سلسلہ

فقہ کی ترتیب وتدوین

اسلامی علوم جیسا کہ تفسیر، حدیث اور فقہ وغیرہ کی ابتداء اگرچہ اسلام کے ساتھ ہی ہوئی، لیکن فن کی حیثیت سے باقاعدہ ان علوم کی تدوین وترتیب دوسری صدی ہجری کے اوائل میں ہوئی، چنانچہ فقہ کے بانی کا لقب سب سے پہلے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کو ہی ملا، اور بلاشبہ آپ فقہ کے بانی وموجد ہیں، اور فقہ کے علم کی تدوین وترتیب آپ کی عملی زندگی کا سب سے بڑا کارنامہ ہے۔

اور فقہ کی تدوین وترتیب کے لئے آپ نے جو طریقہ اختیار کیا، ان کو آپ کے فقہی اصول وقواعد کے نام سے جانا جاتا ہے، جس کی بناء پر آپ سب سے پہلے کسی مسئلہ کی ترتیب وتخریج کتاب وسنت سے کیا کرتے تھے، اور اس کے بعد بالترتیب اجماع وقیاس سے کام کیا کرتے تھے۔

چنانچہ سفیان ثوری اس بارے میں آپ کا ہی ایک قول نقل کرتے ہیں کہ:

> بے شک میں ہر مسئلہ کتاب اللہ سے اخذ کرتا ہے جب کے وہ اس میں ملے، اور اگر اس میں نہیں پاتا، تو میں اسے سنتِ رسول اور صحیح احادیث سے اخذ کرتا ہوں، جو ثقہ راویوں کے ذریعہ ثقہ حضرات سے منقول ہیں، اور اگر سنتِ میں بھی نہ پاؤں، تو آپ کے صحابہ میں سے جس کا قول چاہتا ہوں لے لیتا ہوں، اور جس کا چاہتا ہوں چھوڑ دیتا ہوں، مگر ان حضرات کے علاوہ کسی اور کا قول نہیں لیتا، اور جب کسی مسئلہ میں بات ابراہیم نخعی اور شعبی اور حسن اور ابنِ سیرین تک پہنچتی ہے، تو میرے لئے بھی گنجائش ہوتی ہے کہ جس طرح ان حضرات نے اجتہاد کیا، ویسے میں اجتہاد کروں“ [1]

---

[1] أنی آخذ بکتاب اللہ إذا وجدته فلما لم اجده فيه اخذت بسنة رسول الله والآثار الصحاح عنه التی فشت فی أيدی الثقات عن الثقات فإذا لم اجد فی کتاب الله ولا سنة رسول الله أخذت بقول أصحابه من شئت وأدع قول من شئت ثم لا أخرج عن قولهم إلی قول غيرهم فإذا انتهی الأمر إلی ابراهيم والشعبی والحسن وابن سيرين وسعيد بن المسيب وعدد رجالا قد اجتهدوا فلی أن أجتهد كما اجتهدوا (اخبار ابی حنيفه و اصحابه، ۲۴، و مناقب الامام ابی حنيفه و صحابيه، ۳۴)

آپ کا یہ قول آپ کے تلامذہ اور آپ سے فیض حاصل کرنے والوں نے مختلف الفاظ میں نقل کیا ہے، چنانچہ فقہ حنفی کے مشہور امام اور آپ کے تلمیذِ رشید امام ابو یوسف رحمہ اللہ سے اس طرح بھی منقول ہے کہ:

''جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی حدیث ثقہ راویوں کے ذریعہ ہم تک آتی ہے، تو ہم اُسے لے لیتے ہیں، اور جب صحابۂ کرام کے اقوال آتے ہیں، تو ہم ان اقوال سے باہر نہیں جاتے، اور جب تابعین کے اقوال آتے ہیں، تو ہم بھی اپنے اقوال پیش کرتے ہیں'' [1]

اور نعیم بن حماد آپ کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ:

''جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ملتی ہے، تو سر آنکھوں پر، اور جب آپ کے صحابہ سے کوئی بات ملتی ہے، تو ہم اس کو اختیار کر لیتے ہیں، اور جب اس کے علاوہ کہیں اور سے کوئی قول ملتا ہے، تو یہ بھی ہمارے طرح انسان ہی ہیں (یعنی جس طرح ان حضرات نے اجتہاد کیا، اسی طرح ہم بھی اجتہاد کرتے ہیں)'' [2]

تو معلوم ہوا کہ آپ کا مستدل سب سے پہلے کتاب اللہ اور سنت رسول ہی ہے، اور اس کے بعد صحابۂ کرام کا اجماع، اور اگر کسی صورت میں صحابہ کرام کا اجماع یا ان سے کوئی روایت منقول نہ ہوتی، تو اس صورت میں آپ اجتہاد فرمایا کرتے تھے، اور اگر بالفرض کبھی کسی مسئلہ میں اجتہاد فرماتے، اور پھر آپ کو اس کے متعلق کوئی حکم قرآن وحدیث یا پھر صحابہ کے اجماع سے مل جاتا، تو آپ فوراً اسے رجوع فرما لیا کرتے تھے، اور اس کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ آپ قیاس اور رائے کے مقابلے میں ضعیف حدیث کو زیادہ اولیٰ اور بہتر سمجھتے تھے نیز یہ کہ ضعیف اور مرسل حدیث کے ہوتے ہوئے قیاس سے کام نہیں لیتے تھے۔ [3]

تاہم بعض فقہی مسائل ایسے بھی ہوتے ہیں، جو کہ خلافِ قیاس ہوتے ہیں، ان مسائل کو استحسان وغیرہ کے ذریعہ کے حل کیا جاتا ہے، اگر کبھی ایسی صورت پیش آ جاتی، تو آپ نہایت اہتمام اور شدتِ احتیاط کے

---

[1] عن أبي يوسف قال سمعت أبا حنيفة يقول إذا جاء الحديث عن النبي صلى الله عليه وسلم عن الثقات أخذنا به فإذا جاء عن أصحابه لم نخرج عن أقاويلهم فإذا جاء عن التابعين زاحمتهم (ايضاً)

[2] نعيم بن حماد......سمعت أبا حنيفة، يقول :ما جاء عن رسول الله صلى الله عليه وسلم فعلى الرأس والعين، وما جاء عن الصحابة اخترنا، وما كان من غير ذلك فهم رجال ونحن رجال (مناقب الامام، ۳۲)

[3] قال ابن حزم :جميع أصحاب أبي حنيفة مجمعون على أن مذهب أبي حنيفة أن :ضعيف الحديث أولى عنده من القياس والرأى (مناقب الامام، ۳۴)

ساتھ کام لیا کرتے تھے، اور جب تک ان مسائل میں خوب غور وفکر اور تدبر سے کام نہ لے لیتے، ان کو آگے اپنے شاگردوں کے سامنے پیش نہیں کرتے تھے۔

آپ کی رائے اور اجتہاد کو آپ کے زمانہ کے لوگ بھی حجت مانتے تھے، اور اس بات کی گواہی دیتے تھے کہ آپ جس بھی مسئلہ میں اجتہاد یا اپنی کوئی رائے رکھتے، تو قرآن وسنت اور اجماعِ صحابہ میں خوب غور وفکر کرنے کے بعد ہی قائم فرماتے ہیں، اور جب تک اپنے آپ کو مطمئن نہ کر لیتے، آگے کسی سے بیان نہ فرماتے، اور اگر کبھی کوئی حدیث یا اثر اپنے کسی قول یا اجتہاد کے خلاف پاتے، تو اس سے رجوع فرمالیا کرتے تھے۔

چنانچہ عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

”اگر حدیث اور آثارِ صحابہ کے بعد کسی مسئلہ میں رائے اور قیاس کی ضرورت ہو، تو مالک سفیان اور ابوحنیفہ کی رائے زیادہ معتبر ہے، اور ابوحنیفہ ان تینوں میں زیادہ فقہ جاننے والے ہیں، وہ دقتِ نظر کے ساتھ فقہ کی تہہ میں پہنچتے ہیں۔

اور اگر کسی مسئلہ میں اما ابوحنیفہ اور سفیان ثوری متفق ہو جائیں، تو میں اس مسئلہ کو اپنے اور اللہ کے درمیان حجت بناتا ہوں، اور اسی پر فتویٰ دیتا ہوں“ [1]

---

[1] سمعت ابن المبارک یقول إذا اجتمع سفیان وأبو حنیفة علی شیء جعلتهما حجة فیما بینی وبین الله فیما أفتی به من دینه .

أخبرنا أبو القاسم عبد الله بن محمد الحلوانی قال ثنا مکرم قال ثنا أحمد بن محمد قال ثنا محمد بن مقاتل قال سمعت ابن المبارک قال إن کان الأثر قد عرف واحتیج إلی الرأی فرأی مالک وسفیان وأبی حنیفة وأبو حنیفة أحسنهم وأدقهم فطنة وأغوصهم علی الفقه وهو أفقه الثلاثة (اخبار أبی حنیفة ۸۴)

﴿بقیہ متعلقہ صفحہ 46 ”حکیم محمد فیضان خان صاحب جواَب ہم میں نہ رہے“﴾

بالآخر مجھ ناچیز کے مشورے پر انھوں نے صاحبزادے کو ایم بی اے اسلامک فنانس میں داخلہ کروادیا تھا، جو کہ اب ماشاء اللہ ایک باصلاحیت اور اسلامی وعصری علوم سے مناسبت رکھنے والے فاضل نوجوان ہیں (اللہ ان کے علم وعمل میں برکت عطاء فرمائے اور اپنے والد کیلئے صدقہ جاریہ بنائے۔ آمین)

”فیس بک“ ان کی وال پر پنجابی کے مشہور شاعر کا یہ شعر ان کا آخری پیغام بن کر ان کی صحیح ترجمانی کر گیا:

بس کرمیاں محمد بخشا، موڑ قلم دا گھوڑا　　　ساری عمر دکھ نئیں مکنے، ورقہ رہ گیا تھوڑا

اللہ کریم لواحقین کو صبرِ جمیل عطا فرمائے اور مرحوم کو اعلیٰ علیین میں جگہ عطاء فرمائے۔ آمین۔

تذکرۂ اولیاء   حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ (قسط 26)   مولانا محمد ناصر

اولیاء کرام اور سلف صالحین کے نصیحت آموز واقعات وحالات اور ہدایات وتعلیمات کا سلسلہ

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے مروی احادیث

قرآن مجید جمع کرنے کا کارنامہ

حضرت زید بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ:

إِنَّ عُمَرَ أَتَانِي فَقَالَ :إِنَّ الْقَتْلَ قَدْ اسْتَحَرَّ يَوْمَ الْيَمَامَةِ بِقُرَّاءِ الْقُرْآنِ، وَإِنِّي أَخْشَى أَنْ يَسْتَحِرَّ الْقَتْلُ بِقُرَّاءِ الْقُرْآنِ فِي الْمَوَاطِنِ كُلِّهَا، فَيَذْهَبَ قُرْآنٌ كَثِيرٌ، وَإِنِّي أَرَى أَنْ تَأْمُرَ بِجَمْعِ الْقُرْآنِ "، قُلْتُ :كَيْفَ أَفْعَلُ شَيْئًا لَمْ يَفْعَلْهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟، فَقَالَ عُمَرُ: هُوَ وَاللَّهِ خَيْرٌ، فَلَمْ يَزَلْ عُمَرُ يُرَاجِعُنِي فِي ذَلِكَ حَتَّى شَرَحَ اللَّهُ صَدْرِي لِلَّذِي شَرَحَ لَهُ صَدْرَ عُمَرَ، وَرَأَيْتُ فِي ذَلِكَ الَّذِي رَأَى عُمَرُ، قَالَ زَيْدٌ :قَالَ أَبُو بَكْرٍ :وَإِنَّكَ رَجُلٌ شَابٌّ عَاقِلٌ، لَا نَتَّهِمُكَ قَدْ كُنْتَ تَكْتُبُ الْوَحْيَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَتَتَبَّعِ الْقُرْآنَ، فَاجْمَعْهُ، قَالَ زَيْدٌ :فَوَاللَّهِ لَوْ كَلَّفَنِي نَقْلَ جَبَلٍ مِنَ الْجِبَالِ مَا كَانَ بِأَثْقَلَ عَلَيَّ مِمَّا كَلَّفَنِي مِنْ جَمْعِ الْقُرْآنِ ، قُلْتُ :كَيْفَ تَفْعَلَانِ شَيْئًا لَمْ يَفْعَلْهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ أَبُو بَكْرٍ :هُوَ وَاللَّهِ خَيْرٌ، فَلَمْ يَزَلْ يَحُثُّ مُرَاجَعَتِي حَتَّى شَرَحَ اللَّهُ صَدْرِي لِلَّذِي شَرَحَ اللَّهُ لَهُ صَدْرَ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ، وَرَأَيْتُ فِي ذَلِكَ الَّذِي رَأَيَا، فَتَتَبَّعْتُ الْقُرْآنَ، أَجْمَعُهُ مِنَ الْعُسُبِ وَالرِّقَاعِ وَاللِّخَافِ وَصُدُورِ الرِّجَالِ، فَوَجَدْتُ فِي آخِرِ سُورَةِ التَّوْبَةِ: (لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ) إِلَى آخِرِهَا مَعَ خُزَيْمَةَ، أَوْ أَبِي خُزَيْمَةَ، فَأَلْحَقْتُهَا فِي سُورَتِهَا، وَكَانَتِ الصُّحُفُ عِنْدَ أَبِي بَكْرٍ حَيَاتَهُ، حَتَّى تَوَفَّاهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ، ثُمَّ عِنْدَ عُمَرَ حَيَاتَهُ، حَتَّى تَوَفَّاهُ اللَّهُ، ثُمَّ عِنْدَ حَفْصَةَ بِنْتِ عُمَرَ

(بخاری، رقم الحدیث ۷۱۹۱)

ترجمہ: عمر (رضی اللہ عنہ) میرے پاس آئے، اور انہوں نے مجھ سے کہا کہ جنگِ یمامہ میں بہت سے قرآن کے حفاظ شریک ہیں، اور مجھے خدشہ ہے کہ بہت سی جگہوں میں قرآن کے حفاظ شہید نہ ہوجائیں، جس سے قرآن کا بڑا حصہ ضائع ہوجائے، لہٰذا میں مناسب خیال کرتا ہوں کہ قرآن کو ایک جگہ جمع کردیا جائے، میں نے یہ جواب دیا کہ میں یہ کام کس طرح کروں جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا نہیں کیا، مگر عمر (رضی اللہ عنہ) نے کہا کہ اللہ کی قسم! اس (یعنی قرآن کو جمع کرنے) میں خیر ہے، اور عمر برابر مجھ سے اس (یعنی قرآن کے جمع کرنے) کے بارے میں اصرار کرتے رہے، یہاں تک کہ اس کام کے لئے اللہ تعالیٰ نے میرے سینہ کو کھول دیا، اور میری رائے بھی وہی ہوگئی، جو عمر کی رائے تھی، حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا کہ آپ جوان اور عقل مند آدمی ہو، اور ہم آپ پر کسی قسم کی تہمت نہیں لگاتے، آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے وحی لکھتے تھے، پھر آپ قرآن کی اتباع کرتے تھے، تو آپ اس قرآن کو (تحریری شکل میں) جمع کرلیں (حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ) اللہ کی قسم! مجھے یہ کام اس قدر بھاری معلوم ہوا کہ اگر ایک پہاڑ کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنے کا مجھے مکلّف کرتے، تو وہ مجھے اتنا بھاری نہ گزرتا، جتنا کہ مجھ پر ان کے قرآن کو جمع کرنے کا حکم دینا بھاری گزرا، تو میں نے عرض کیا کہ آپ دونوں حضرات اس کام کو کیسے کرتے ہیں، جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ کی قسم! اس میں خیر ہے، میں برابر حضرت ابوبکر کو یہی بات دہراتا رہا، یہاں تک کہ اللہ نے میرے سینہ کو بھی اس چیز کے لئے کھول دیا، جس چیز کے لئے اللہ نے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کا سینہ کھولا تھا، اور میں نے اپنی رائے کو ان کے موافق پایا، پھر میں کھڑا ہوا، پھر میں نے قرآن کو تلاش کرنا شروع کیا، کھجور کی شاخوں کے پٹھوں سے، اور ہڈیوں سے، اور بانسوں سے اور لوگوں کے سینوں سے، پس میں نے سورہ توبہ کی آخری آیات "لقد جاء کم رسول من انفسکم"، آخر سورت تک، کو حضرت خزیمہ یا حضرت ابوخزیمہ کے پاس پایا، پس میں نے ان کو سورہ توبہ کے ساتھ جمع کرلیا، اور قرآن مجید کے یہ صحیفے (یعنی لکھے ہوئے صفحات) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی حیات میں ان کے پاس رہے، یہاں تک کہ جب اللہ عزوجل

نے آپ کو وفات دے دی، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی حیات میں ان کے پاس رہے، یہاں تک کہ جب اللہ نے ان کو بھی وفات دے دی، تو حضرت عمر کی بیٹی حضرت حفصہ کے پاس رہے (بخاری)

صبح، شام اور بستر پر جاتے وقت کی دعاء

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی سند سے مروی ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! مجھے صبح وشام کوئی دعا پڑھنے کا حکم دیجئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صبح، شام اور اپنے بستر پر جاتے وقت یہ دعاء پڑھ لیا کریں:

اَللّٰھُمَّ عَالِمَ الغَیْبِ وَالشَّھَادَۃِ، فَاطِرَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ، رَبَّ کُلِّ شَیْءٍ وَمَلِیکَہُ، أَشْھَدُ أَنْ لَا إِلٰہَ إِلَّا أَنْتَ، أَعُوذُ بِکَ مِنْ شَرِّ نَفْسِی وَمِنْ شَرِّ الشَّیْطَانِ وَشِرْکِہِ.

ترجمہ: اے اللہ! اے غیب اور کھلی باتوں کے جاننے والے، آسمان وزمین کے پیدا کرنے والے، ہر چیز کے رب اور مالک، میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں اور میں اپنے نفس کی بُرائی سے، اور شیطان کے شر سے اور شرک سے آپ کی پناہ میں آتا ہوں (ترمذی، رقم الحدیث ۳۳۹۲، مسند احمد، رقم الحدیث ۶۳) [1]

---

[1] قال الترمذی: ھٰذَا حَدِیثٌ حَسَنٌ صَحِیحٌ.
وقال شعیب الارنؤوط: إسنادہ صحیح (حاشیہ مسند احمد، تحت رقم الحدیث ۳۳۹۲)

﴿بقیہ متعلقہ صفحہ 56 ''پیارے بچو''﴾

ادھر کسی کا باپ کے پاس فون آیا کہ آپ کے بچے کا فلاں روڈ پر حادثہ ہو گیا ہے، اور آپ کا بچہ بیہوش ہے، کئی ہفتوں بچہ ہسپتال داخل رہا، اپنی پڑھائی کا نقصان ہوا، اور ماں، باپ کی پریشانی الگ۔

پیارے بچو! سائیکل، موٹر سائیکل جتنا ہو سکے، آہستہ چلانے کی کوشش کرنی چاہئے، منزل پر پانچ منٹ دیر سے پہنچنا کبھی نہ پہنچنے سے بہتر ہے۔

ہیلمٹ (Helmet) پہننے کا اہتمام کرنا چاہئے، اور شیطانی حرکتوں سے حتی الامکان کنارہ کشی اختیار کرنی چاہئے، امید ہے آپ ان باتوں پر عمل کریں گے۔

پیارے بچو! حافظ محمد ریحان

سائیکل، موٹر سائیکل ایک خطرناک سواری!

پیارے بچو! سائیکل، موٹر سائیکل دو پہیوں پر مشتمل سواری ہے، سائیکل کو خود زور لگا کر پیڈل سے چلانا پڑتا ہے، جبکہ موٹر سائیکل میں دو پہیوں کے ساتھ ساتھ ایک موٹر بھی ہوتی ہے، جو بنا زور لگائے انجن اور موٹر (کے ذریعے پٹرول) کی قوت سے چلتی ہے، دونوں میں ایک بات مشترک (Common) ہے کہ دونوں بنا سہارے کی سواریاں ہیں، اور یہی بات سب سے زیادہ خطرناک بھی ہے، آج افراتفری، نفسا نفسی اور رش کے دور میں جہاں سائیکل، موٹر سائیکل فائدہ مند ہیں، وہیں ایک طرح سے خطرناک بھی۔

بہت سے بچے سائیکل، موٹر سائیکل کو دوڑاتے، ایک ٹائر پر ویلنگ کرتے اور ایک دوسرے سے ریس لگانے جیسی حرکتوں کا ارتکاب کرتے ہیں، اور اپنی جان وجسم کی پروا نہ کرتے ہوئے بعض دفعہ ایسی حرکت کر بیٹھتے ہیں، جو خود کو زندگی بھر کے لئے معذور بنا کر چھوڑنے کے ساتھ ماں باپ کے لئے الگ تکلیف و پریشانی کا باعث بنتی ہے۔

سائیکل، موٹر سائیکل سے گرنے والا انسان اکثر سر کی چوٹ کا شکار ہوتا ہے، انسان کے اندر اللہ تعالیٰ نے دو بڑے سسٹم رکھے ہیں، ایک سر میں اور دوسرا سینے میں۔

سر کی چوٹ بہت خطرناک ہوتی ہے، سر پھٹ جائے تب بھی اور سر نہ پھٹے، اندر کوئی رگ پھٹ جائے تب بھی، دونوں صورتوں میں دماغ اور اس کا انتہائی نازک وحساس نظام متاثر ہوتا ہے، دماغی چوٹ سے اکثر آدمی فوراً مر جاتا ہے، ورنہ دماغی موت ہو کر قومے میں چلا جاتا ہے، یا پاگل پن اور جنون کا شکار ہو کر زندگی بھر اپنے لئے اور ساری سوسائٹی کے لئے روگ اور مصیبت بن جاتا ہے۔

ایک واقعہ ہے کہ ایک بچہ تھا، اس کی عمر 10، 12 سال کے لگ بھگ تھی، اپنے والدین سے سائیکل لینے کی ضد کرتا، گھر میں معاشی حالات کی تنگی کی وجہ سے ماں باپ سائیکل نہ دلا پائے، اس کے والد کے کسی جاننے والے نے اسے سائیکل دلا دی، اب ہر وقت وہ سائیکل پر باہر پھرتا رہتا، ماں باپ کے منع کرنے کے باوجود باز نہ آیا، ایک دن رات گئے بچہ گھر نہ لوٹا، ماں باپ دربدر پھرتے بچہ کو ڈھونڈ رہے تھے۔

﴿بقیہ صفحہ 55 پر ملاحظہ فرمائیں﴾

بزمِ خواتین مولانا طلحہ مدثر

ازواج مطہرات کے نکاح (قسط2)

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا نکاح

معزز خواتین! نبی علیہ الصلاۃ والسلام کا سب سے پہلا نکاح حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے ہوا تھا، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا تعلق بھی قریش کے قبیلے سے تھا، آپ کے والد کا نام خویلد بن اسد بن عبد العزی تھا، آپکا نسب نبی علیہ السلام کے نسب کے ساتھ چوتھی پشت میں مل جاتا ہے، آپ کے والد قریش کے سرداروں میں سے تھے، اور آپ کا شمار قریش کی رئیس خواتین میں ہوتا تھا، آپ کا تجارتی سامان قافلوں کے ساتھ شام اور عرب کے دیگر مختلف حصوں میں جاتا تھا، نبی علیہ السلام سے شادی کرنے سے قبل بھی حضرت خدیجہ کے دو نکاح ہو چکے تھے جن سے انکے یہاں اولاد بھی تھی۔

نبی علیہ السلام نبوت ملنے سے پہلے قریش کے لوگوں کی بکریاں اور اونٹ وغیرہ چرایا کرتے تھے، نبی علیہ السلام کی صداقت، امانت اور دیگر خوبیوں وصفات کا سارا قبیلہ پہلے ہی معترف تھا اور کوئی ایک شخص بھی نبی علیہ السلام کی طرف کوئی قابل اعتراض بات منسوب کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتا تھا، نبی علیہ السلام کے حضرت خدیجہ اور انکی بہن کے ساتھ بھی مختلف اوقات میں تجارتی معاملات طے پائے تھے، جن میں نبی علیہ السلام کی خوبیوں کو دیکھنے اور جانچنے کے بعد حضرت خدیجہ کے دل میں نبی علیہ السلام سے نکاح کرنے کا ارادہ پیدا ہوا اور انہوں نے نبی علیہ السلام کو اپنے والد کے پاس جا کر نکاح کا پیغام دینے کا کہا اور ساتھ ہی وقت بھی بتایا کہ فلاں وقت میں آپ یے گا تا کہ والد انکار نہ کرسکیں۔

چنانچہ حضرت جابر بن سمرہ یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی اور صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْعٰى غَنَمًا فاسْتَعْلَى الْغَنَمَ، فَكَانَ فِي الْإِبِلِ وَهُوَ شَرِيْكٌ لَهُ، فَأَكْرَيَا أُخْتَ خَدِيْجَةَ، فَلَمَّا قَضَوُا السَّفَرَ بَقِيَ لَهُمْ عَلَيْهَا شَيْءٌ، فَجَعَلَ شَرِيْكُهُ يَأْتِيْهِمْ وَيَتَقَاضَاهُمْ وَيَقُوْلُ لِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اِنْطَلِقْ، فَيَقُوْلُ: اِذْهَبْ أَنْتَ فَإِنِّيْ أَسْتَحْيِيْ، فَقَالَتْ مَرَّةً وَأَتَاهُمْ: فَأَيْنَ مُحَمَّدٌ لَا يَجِيْءُ مَعَكَ؟ قَالَ: قَدْ قُلْتُ لَهُ فَزَعَمَ أَنَّهُ يَسْتَحْيِيْ، فَقَالَتْ: مَا

رَأَيْتُ رَجُلًا أَشَدَّ حَيَاءً وَلَا أَعَفَّ وَلَاءً، فَوَقَعَ فِيْ نَفْسِ أُخْتِهَا خَدِيْجَةَ فَبَعَثَتْ إِلَيْهِ، فَقَالَتِ:ائْتِ أَبِيْ فَاخْطِبْنِيْ إِلَيْهِ، فَقَالَ:أَبُوْكِ رَجُلٌ كَثِيْرُ الْمَالِ وَهُوَ لَا يَفْعَلُ ، قَالَتْ:اِنْطَلِقْ فَالْقَهُ وَكَلِّمْهُ، ثُمَّ أَنَا أَكْفِيْكَ وَائْتِ عِنْدَ سُكْرِهٖ فَفَعَلَ، فَأَتَاهُ فَزَوَّجَهُ، فَلَمَّا أَصْبَحَ جَلَسَ فِي الْمَجْلِسِ، فَقِيْلَ لَهُ:قَدْ أَحْسَنْتَ زَوَّجْتَ مُحَمَّدًا، قَالَ:أَوَ فَعَلْتُ؟ قَالُوْا:نَعَمْ، فَقَامَ فَدَخَلَ عَلَيْهَا، فَقَالَ:إِنَّ النَّاسَ يَقُوْلُوْنَ:إِنِّيْ قَدْ زَوَّجْتُ مُحَمَّدًا وَمَا فَعَلْتُ، قَالَتْ:فَلَا تُسَفِّهَنَّ رَأْيَكَ، فَإِنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَذَا، فَلَمْ تَزَلْ بِهٖ حَتّٰى رَضِيَ، ثُمَّ بَعَثَتْ إِلٰى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِوُقِّيَتَيْنِ مِنْ فِضَّةٍ أَوْ ذَهَبٍ وَقَالَتْ:اِشْتَرِ حُلَّةً فَاهْدِهَا لِيْ وَكَبْشًا وَكَذَا وَكَذَا فَفَعَلَ (المعجم الكبير للطبرانی) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم بکریاں چرایا کرتے تھے، پھر بکریاں (یا ان کی قیمت) گراں ہوگئی، تو اونٹوں کو چرانے لگے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس کام میں ایک اور شخص بھی شریک تھے، پھر حضرت خدیجہ کی بہن نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے شخص دونوں کو اجرت پر رکھا، پس جب یہ سفر پورا ہوگیا (جس میں یہ دونوں حضرات حضرت خدیجہ کی بہن کے لئے اجرت پر کام کررہے تھے) تو حضرت خدیجہ کی بہن کی طرف کچھ اجرت وغیرہ باقی رہ گئی، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی ان کے پاس جا کر بقیہ اجرت کا تقاضا کرنے لگے، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اپنے ساتھ جانے کا کہنے لگے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کو جواب میں یہ فرمادیتے تھے کہ تم ہی چلے جاؤ، مجھے تو (ان کے پاس جانے میں) حیاء آتی ہے، حضرت خدیجہ کی بہن نے ایک مرتبہ اس آنے والے شخص سے کہا کہ محمد کہاں ہیں؟ آپ کے ساتھ کیوں نہیں آتے؟ اس شخص نے جواب میں کہا کہ ان کو حیاء آتی ہے، حضرت خدیجہ کی بہن نے فرمایا کہ میں نے ان سے زیادہ حیاء والا اور سونپی ہوئی ذمہ داری سے (خیانت وغیرہ سے) عفیف و پاکدامن رہنے والا کسی آدمی کو نہیں دیکھا، جس کے بعد ان کی بہن حضرت

---

[1] رقم الحديث ١٨٥٨، ج٢ص ٢٠٩، مسند البزار، رقم الحديث ٤٢٩٣.

قال الهيثمي:رواه الطبراني، والبزار، ورجال الطبراني رجال الصحيح غير أبي خالد الوالبي، وهو ثقة، ورجال البزار أيضا إلا أن شيخه أحمد بن يحيى الصوفي ثقة، ولكنه ليس من رجال الصحيح .وقال فيه : قالت" :وأته غير مكره ."بدل" :سكره ."وقالت في الحلة" :فأهدها إليه ."بدل" :إلي."(مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ١٥٢٦٦)

خدیجہ کے دل میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکاح کا خیال پیدا ہوا، اور انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف یہ پیغام بھیجا کہ آپ میرے والد کے پاس آ کر، میرے نکاح کا پیغام دیجئے، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ کے والد (خویلد بن اسد) بہت مالدار ہیں، اور وہ ایسا نہیں کریں گے، جس پر حضرت خدیجہ نے فرمایا کہ آپ جا کر نکاح کا پیغام دیجئے اور ان سے بات کیجئے، آگے میں دیکھ لوں گی، اور آپ ان کے نشہ کے وقت ان کے پاس جایئے (کیونکہ حضرت خدیجہ کے والد مسلمان نہ تھے، اور اس وقت تک ویسے بھی شراب کے حرام ہونے کا حکم نہیں تھا) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے والد (خویلد بن اسد) کے پاس جا کر حضرت خدیجہ سے اپنے نکاح کا پیغام دیا، جس پر حضرت خدیجہ کے والد نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت خدیجہ کا نکاح کر دیا (اور شرعی اعتبار سے نشہ کی حالت میں نکاح کرنا معتبر ہو جاتا ہے) پھر جب صبح ہو گئی (اور حضرت خدیجہ کے والد کا نشہ اتر گیا) تو حضرت خدیجہ کے والد مجلس میں بیٹھے، تو (مختلف لوگوں کی طرف سے) ان سے کہا گیا کہ آپ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (اپنی بیٹی خدیجہ کا) نکاح کر کے بہت اچھا کام کیا، جس پر انہوں نے کہا کہ کیا میں نے ایسا کر دیا ہے؟ لوگوں نے کہا کہ جی ہاں! یہ سن کر حضرت خدیجہ کے والد، حضرت خدیجہ کے پاس گئے، اور کہا کہ لوگ یہ بات کہتے ہیں کہ میں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے (تمہارا) نکاح کر دیا ہے، حالانکہ میں نے ایسا نہیں کیا، اس پر حضرت خدیجہ نے فرمایا کہ (واقعتاً آپ نے ایسا کر دیا ہے، اور) آپ اپنی رائے (اور نکاح کرنے کے واقعہ) کو غلط نہ سمجھئے، محمد صلی اللہ علیہ وسلم فلاں فلاں صفات کے مالک ہیں، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا برابر اپنی بات پر قائم رہیں (اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات بیان کرتی رہیں) یہاں تک کہ ان کے والد (اس نکاح پر) راضی ہو گئے، جس کے بعد حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دو اوقیہ چاندی یا سونے کے بھیجے (اوقیہ ایک مقدار اور وزن کا نام ہے، یہ قیمتی سکے تھے، اور چاندی کے وزن کے لحاظ سے دو اوقیہ کی مقدار اسّی درہم یعنی 21 تولے بنتی ہے) اور حضرت خدیجہ نے کہلوایا کہ اس سے آپ ایک جوڑا خریدیئے، اور پھر وہ مجھے ہدیہ کر دیجئے، اور ایک مینڈھا خریدیئے اور فلاں فلاں چیز خریدیئے، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ چیزیں خرید کر حضرت خدیجہ کے پاس بھیج دیں (طبرانی، بزار) (جاری ہے............)

رمضان المبارک کے روزوں اور نمازِ تراویح کی عظیم الشان فضیلت

حضرت عمرو بن مرۃ جہنی سے روایت ہے کہ:

جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ، أَرَأَيْتَ إِنْ شَهِدْتُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ ، وَأَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ، وَصَلَّيْتُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ ، وَأَدَّيْتُ الزَّكَاةَ ، وَصُمْتُ رَمَضَانَ ، وَقُمْتُهُ ، فَمِمَّنْ أَنَا ؟ قَالَ: مِنَ الصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ (ابن حبان،رقم الحديث 3438)

ترجمہ: ایک آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا، اور اس نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! ذرا بتلایئے کہ اگر میں اس بات کی گواہی دوں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں، اور آپ، اللہ کے رسول ہیں، اور میں پانچ وقت کی نماز پڑھوں اور زکاۃ ادا کروں، اور رمضان کے روزے رکھوں، اور رمضان میں قیام کروں (اور تراویح پڑھوں) تو میں کن لوگوں میں سے شمار کیا جاؤں گا؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے جواب میں فرمایا کہ صدیقین اور شہداء میں سے (ابنِ حبان)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صدیقین اور شہداء کا مقام حاصل ہونے میں ایمان کے بعد نماز، زکاۃ اور رمضان کے روزوں کے ساتھ قیامِ رمضان یعنی تراویح کے عمل کو بھی دخل ہے۔

نفس اعتکاف کے فضائل

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سات آدمیوں کو اللہ تعالیٰ (قیامت کے دن خاص) اپنے سایہ میں جگہ عطا فرمائیں گے، جس دن کہ اللہ کے سایہ کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا، ایک انصاف کرنے والے امام (وحاکم) کو، دوسرے اس جوان کو جس نے اپنے رب کی عبادت میں پرورش پائی ہو، اور تیسرے اس آدمی کو جس کا دل مساجد کے ساتھ اٹکا ہوا (اور وابستہ) ہو، چوتھے وہ دونوں آدمی جو اللہ ہی کے لئے آپس میں محبت رکھتے ہوں، اللہ ہی کی محبت کی بنیاد پر جمع ہوتے ہوں، اور اسی بنیاد پر ایک دوسرے سے جدا ہوتے ہوں، اور پانچویں اس آدمی کو کہ جس کو کوئی منصب اور حسن والی عورت بلائے، پھر یہ جواب میں کہے کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں، اور چھٹے اس آدمی کو جو صدقہ کرے، اور اتنا خفیہ صدقہ کرے کہ اس کا بایاں ہاتھ بھی یہ نہ جان سکے کہ اس کے دائیں ہاتھ نے کیا خرچ کیا، اور ساتویں اس آدمی کو جو تنہائی میں اللہ کو یاد کرتا ہے، پھر اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوجاتے ہیں (بخاری، حدیث نمبر 660)

معلوم ہوا کہ مسجد میں رہنے اور اس میں اعتکاف کرنے والے عظیم ثواب کے مستحق ہوتے ہیں، اور یہ فضائل ہر قسم کے اعتکاف پر حاصل ہوجاتے ہیں، خواہ وہ اعتکاف نفلی ہو یا سنت یا واجب، اور مسجد میں نہ ہونے کے باوجود بھی مسجد میں توجہ، دھیان اور دل لگا رہنا، اس فضیلت کو شامل ہے۔

رمضان کے آخری عشرے کا مسنون اعتکاف لیلۃ القدر کو پانے کا بہترین ذریعہ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُجَاوِرُ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ وَيَقُوْلُ تَحَرَّوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ (بخاری، رقم الحديث 2020)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرے کا اعتکاف فرمایا کرتے تھے، اور فرماتے تھے کہ لیلۃ القدر کو تلاش کرو رمضان کی آخری دس راتوں میں (بخاری)

اس لئے رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف میں بیٹھنے والا لیلۃ القدر کی فضیلت کو پانے کے جتنا قریب ہوتا ہے اتنا اور کوئی نہیں ہوتا، کیونکہ اعتکاف کرنے والا ہمہ وقت عبادت میں مصروف ہوتا ہے۔

مسنون اعتکاف کے مذکورہ فضائل کچھ کم نہیں ہیں، جن کو حاصل کر لینا عظیم نعمت ہے، اور یہ بات یہ بات یادرکھنی چاہیئے کہ اگر شوال کا چاند انتیس رمضان کا دن گزر کر شام کو نظر آ گیا اور اعتکاف صرف نو دن کا ہوا تب بھی یہ پورے عشرے کا ہی اعتکاف کہلائے گا اور اس کو دس دن کے سنت اعتکاف ہی کا درجہ اور ثواب حاصل ہوگا۔

لیلۃ القدر سے محرومی

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

دَخَلَ رَمَضَانُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ هٰذَاالشَّهْرَ قَدْ حَضَرَكُمْ وَفِيْهِ لَيْلَةٌ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ مَنْ حُرِمَهَا فَقَدْحُرِمَ الْخَيْرَ كُلَّهُ وَلَا يُحْرَمُ خَيْرَهَااِلَّامَحْرُوْمٌ(ابن ماجه، رقم الحديث 1644)

ترجمہ: رمضان کا مہینہ آنے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے پاس ایک مہینہ آیا ہے جس میں ایک رات ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے جو شخص اس رات سے محروم رہ گیا گویا وہ ساری ہی خیر سے محروم رہ گیا اور اس (لیلۃ القدر) کی بھلائی سے محروم نہیں رہتا مگر وہ شخص جو حقیقتاً محروم ہی ہے (ابنِ ماجہ)

اس طرح کی اور بھی احادیث ہیں، جن سے معلوم ہوتا ہے کہ لیلۃ القدر سے محرومی بہت بڑی محرومی کی بات ہے، اس لئے ہر مسلمان کو کوشش کرنی چاہئے کہ وہ لیلۃ القدر سے محروم لوگوں میں شامل نہ ہو، اور اس کے لئے رمضان کے آخری عشرہ میں خصوصی طور پر نمازِ تراویح اور مسنون اعتکاف کا اہتمام اس رات کو پانے کی ایک اہم کڑی ہے۔

یوں تو رمضان کی ہر رات ہی بے شمار رحمتوں اور فضیلتوں کی حامل ہے، مگر اس رات کو تلاش کرنے کی خاطر رمضان کے آخری عشرہ میں خصوصی طور پر قیام اور عبادت اگلے پچھلے صغیرو گناہوں کی معافی کا باعث اور بے شمار رحمتوں اور فضیلتوں کے حصول کا ذریعہ ہے۔

آپ کے دینی مسائل کا حل ادارہ

جمعہ کے دن دُرود پڑھنے کی تحقیق (قسط2)

جمعہ مبارکہ کے دن کے قرآن وسنت میں عظیم الشان فضائل آئے ہیں، جمعہ کے دن کو احادیث میں ہفتہ کی عید قرار دیا گیا ہے، اور جمعہ کی نماز کے بھی مختلف فضائل آئے ہیں، اس قسم کے موضوعات پر بندہ نے اپنی مفصّل ومدلّل کتاب ''جمعہ مبارکہ کے فضائل واحکام'' میں تفصیل بیان کردی ہے۔

جمعہ مبارکہ کے دن میں ایک عظیم عمل درود شریف کثرت سے پڑھنے کا بھی ہے، جس کا کئی معتبر ومستند احادیث وروایات میں ذکر آیا ہے، لیکن جمعہ کے دن درود پڑھنے اور خاص تعداد میں پڑھنے سے متعلق بعض احادیث وروایات، موضوع، یا شدید ضعیف یا پھر ضعیف درجہ کی بھی آئی ہیں، جن کی اسناد کی تحقیق نہ ہونے اور مزید براں ان احادیث وروایات اور ان کے ضمن میں پائے جانے والے فضائل کے مشہور ہونے کی وجہ سے متعدد غلط فہمیاں معاشرہ میں پائی جاتی ہیں، جن کے ازالہ کے لئے بندہ نے مختصر ومجمل کلام اپنی تالیف ''جمعہ مبارکہ کے فضائل واحکام'' اور ''درود وسلام کے فضائل واحکام'' میں کیا ہے، مگر بعض حضرات کی طرف سے اس مسئلہ پر کچھ تفصیل سے لکھنے کی خواہش ظاہر کی گئی، جس کے پیشِ نظر بندہ نے مضمون تحریر کیا، اور اس کو ''جمعہ کے دن درود پڑھنے کی تحقیق'' کے عنوان سے موسوم کیا، اس مفصل مضمون کو ماہنامہ ''التبلیغ'' میں قسط وار شائع کیا جارہا ہے۔ محمد رضوان۔

بروز جمعہ ہزار مرتبہ درود پڑھنے کی فضیلت کی روایت

امام اصبہانی کی ترغیب وترہیب میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی سند سے مروی ایک روایت میں یہ مضمون آیا ہے کہ:

جس نے جمعہ کے دن ہزار (1000) مرتبہ درود پڑھا، تو وہ اس وقت تک فوت نہ ہوگا، جب تک اپنے جنت کے ٹھکانہ کو دیکھ نہ لے۔ [1]

اس حدیث کی سند کو علامہ ابنِ حجر اور علامہ سخاوی نے منکر اور ناصر الدین البانی نے شدید ضعیف قرار دیا ہے، اس لئے اس کے مطابق عقیدہ رکھنے اور اس کو سنت سمجھنے سے پرہیز کرنا چاہئے، کیونکہ اگر کوئی حدیث صرف ضعیف ہو، شدید ضعیف نہ ہو، تب بھی اس پر عقیدہ رکھنا اور اس کو سنت سمجھنا درست نہیں ہوتا، جیسا

---

[1] أخبرنا محمد بن عبد الله الكاذى، ثنا الحسين بن محمد الهاشمى، ثنا عبد الله بن يعقوب القساملى، ثنا محمد بن أستاذ، ثنا جعفر بن محمد بن الحسن، ثنا محمد بن عبد الله بن سنان القزاز البصرى، ثنا قرة بن حبيب، ثنا الحكم بن عطية، ثنا ثابت، عن أنس بن مالك -رضى الله عنه -قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم:(من صلى على فى يوم الجمعة ألف مرة لم يمت حتى يرى مقعده من الجنة)(الترغيب والترهيب لقوام السنة للاصبهانى، رقم الحديث ٩١٠)

کہ آگے آتا ہے۔ لے

لے قال السخاوی:وعن أنس بن مالک رضی الله عنه قال :قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم -من صلى على فی یوم ألف مرة لم يمت حتى يرى مقعده فی الجنة رواه ابن شاهين فی تغريبه وغيره وابن بشكوال من طريقه وابن سمعون فی أماليه وهو عند الديلمی من طريق أبی الشيخ الحافظ وأخرجه الضياء فی المختارة وقال لا أعرفه إلا من حديث الحكم بن عطية، قال الدارقطنی حدث عن ثابت أحاديث لا يتابع عليها وقال أحمد لا بأس به إلا أن أبا داود الطيالسی روى عنه أحاديث منكرة قال وروى عن يحيى بن معين أنه قال هو ثقة .قلت وقد رواه غير الحكم وأخرجه أبو الشيخ من طريق حاتم بن ميمون عن ثابت ولفظه لم يمت حتى يبشر بالجنة وبالجملة فهو حديث منكر كما قاله شيخنا (القول البديع للسخاوی، ص ۱۳۱، ۱۳۲،الباب الثانی :فی ثواب الصلاة على رسول الله -صلى الله عليه وسلم -)

وقال أبو الفضل، حسن بن محمد بن حيدر الوائليّ الصنعانیّ:وأما رواية ثابت عنه :فعند ابن شاهين فی الترغيب ص ۱۹وابن الغازی كما فی جلاء الأفهام ص: ۲۶من طريق الحكم بن عطية عن ثابت عن أنس بن مالک قال :قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم " :-من صلى على فی يوم ألف مرة لم يمت حتى يرى مقعده من الجنة "والحكم متروک وقد خالف عامة من رواه عن ثابت وجعلوه من مسند أبی طلحة(نزهة الألباب فی قول الترمذی وفی الباب، ج۲،ص۹۷۷، ابواب الوتر، قوله :باب فضل الصلاة على النبی -صلى الله عليه وسلم -)

وقال الالبانی:(من صلى علی فی يوم (الجمعة) ألف مرة؛ لم يمت حتى يرى مقعده من الجنة). ضعيف جدا رواه ابن سمعون فی "الأمالی(۱/۱۷۲)"عن محمد ابن عبد العزيز الدينوری :أخبرنا قرة بن حبيب القشيری :أخبرنا الحكم بن عطية عن ثابت عن أنس بن مالک مرفوعا.

ومن هذا الوجه :أخرجه ابن شاهين فی "الترغيب والترهيب "(ق ۲/۲۶۱)وإليه عزاه المنذری (۲/۲۸۱)مشيرا إلى تضعيفه.

قلت :وعلته :الحكم بن عطية؛ فإنه ضعيف؛ كما فی "التقريب."

والدينوری شر منه؛ قال الذهبی":ليس بثقة؛ أتى ببلايا."

لكن رواه الأصبهانی فی "ترغيبه "(ص ـ ۲۳۴مصورة الجامعة الإسلامية) من طريق محمد بن عبد الله بن محمد بن سنان القزاز البصری :أخبرنا قرة بن حبيب به.

ومحمد بن عبد الله بن محمد؛ لم أعرفه، ولعل الأصل ... " :عن محمد بن سنان"؛ فإن محمد بن سنان القزاز البصری معروف، وهو ضعيف .والله أعلم.

وقال السخاوی فی "القول البديع "(ص۹۵)": رواه ابن شاهين فی "ترغيبه "وغيره، وابن بشكوال من طريقه، وابن سمعون فی "أماليه"؛ وهو عند الديلمی من طريق أبی الشيخ الحافظ، وأخرجه الضياء فی "المختارة "وقال":لا أعرفه من حديث الحكم بن عطية، قال الدارقطنی :حدث عن ثابت أحاديث لا يتابع عليها .وقال أحمد :لا بأس به؛ إلا أن أبا داود الطيالسی روى عنه أحاديث منكرة .قال :وروى عن يحيى بن معين أنه قال :هو ثقة."

قلت (السخاوی) : وقد رواه غير الحكم، وأخرجه أبو الشيخ من طريق حاتم ابن ميمون عن ثابت؛ ولفظه":لم يمت حتى يبشر بالجنة."

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اورعلامہ ابنِ حجر ہیتمی نے ''ابوموسیٰ مدینی'' کے حوالہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ:

جو مومن جمعہ کی رات میں دو رکعت پڑھتا ہے، جس کی ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد پچیس مرتبہ ''قل ھو اللہ احد'' پڑھتا ہے، پھر ہزار مرتبہ یہ درود پڑھتا ہے کہ:

صلّی اللہ علی محمد نِ النبی الأمی

تو اگلا جمعہ آنے سے پہلے اس کو خواب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوتی ہے، اور جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرے، تو اللہ اس کے گناہ معاف فرما دیتا ہے۔

مگر علامہ ابنِ حجر ہیتمی نے خود ہی اس روایت کو نقل کرکے اس کو غیر صحیح قرار دیا ہے۔ [1]

اور حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ایک موقوف روایت میں جمعہ کے دن ہزار (1000) مرتبہ اس درود کے نہ چھوڑنے کا حکم آیا ہے کہ:

اللهم صل على محمد النبي الأمي صلى الله عليه. [2]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وبالجملة؛ فهو حديث منكر :كما قاله شيخنا."يعنى الحافظ ابن حجر العسقلانى رحمه الله.
وقال فى مكان آخر(١٤٥)": أخرجه ابن شاهين بسند ضعيف."

قلت :وسقط الحديث من مطبوعة "المختارة"، وليس فيه ترجمة لـ (الحكم ابن عطية) عن ثابت عن أنس . فالظاهر أنها كانت قصاصة من القصاصات التى كان يلحقها بمكانها، وقد شاهدت منها الشيء الكثير فى نسخة الظاهرية، وهى بخط المؤلف رحمه الله، وهذه ربما ضاعت أو لم تصور(سلسلة الاحاديث الضعيفة، تحت رقم الحديث ٥١١٠)

[1] ويروى :ما من مؤمن يصلّى ليلة الجمعة ركعتين يقرأ فى كل ركعة بعد (الفاتحة) خمسا وعشرين مرة (قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ) ، ثم يقول ألف مرة:صلّى الله على محمد النبى الأمى؛ فإنه لا تتم الجمعة القابلة حتى يرانى فى المنام، ومن رآنى ..غفر الله له الذنوب أخرجه أبو موسى المدينى، ولا يصحّ (الدر المنضود فى الصلاة والسلام على صاحب المقام المحمود،لا بن حجر الهيتمى ، ص ٢١٤،الفصل السادس)

[2] حدثت عن إسحاق بن إبراهيم بن زيد ، ثنا أبو طالب عبد الله بن أحمد بن سوادة ، ثنا ابن أبى المضاء ، ثنا زهير بن عباد الرؤاسى ، حدثنى محمد بن يوسف العابد الزاهد الأصبهانى ، عن الأعمش ، عن زيد بن وهب ، قال :قال لى ابن مسعود :يا زيد بن وهب ، لا تدع إذا كان يوم الجمعة أن تصلى على النبى صلى الله عليه وسلم ألف مرة تقول :اللهم صل على محمد النبى الأمى صلى الله عليه حدثناه على بن محمد بن أحمد الفقيه ، عنه .
وقال أبو محمد بن حيان :لم أر روى حديثا مسندا عند أحد إلا حديثا رواه على سعيد العسكرى(اخبارِ اصبهان لابى نعيم الاصبهانى ،ج٢ص ١٤٢، باب الميم، تحت ترجمة محمد بن يوسف بن معدان بن سليمان، رقم الترجمة ١٣٢٠،الترغيب والترهيب لقوام السنة للاصبهانى، رقم الحديث ١٦٨١)

اس روایت کو علامہ ابنِ حجر ہیتمی نے ضعیف قرار دیا ہے، اوراس روایت کی سند میں ایک راوی ''محمد بن یوسف اصبہانی'' ہیں، جن کی حدیث کو علامہ ذہبی وغیرہ نے منکر قرار دیا ہے، اور ایک راوی زہیر بن عباد بھی ہیں، ان کو بعض نے مجہول کہا ہے، اس لئے اس روایت کے مطابق بھی عقیدہ رکھنے سے پرہیز کرنا چاہئے، جیسا کہ پیچھے ذکر ہوا، اورآ گے بھی آتا ہے۔

مگر یہ بات پیشِ نظر رہے کہ اس آخری روایت میں مذکور درود شریف کو ہزار مرتبہ پڑھنے کا حکم تو مذکور ہے،

لے قال ا بن حجر الهيتمي :وفي أخرى في سندها لين عن ابن مسعود رضي الله تعالى عنه :أنه قال لزيد بن وهب :(يا زيد؛ لا تدع إذا كان يوم الجمعة أن تصلّى على النبي صلى الله عليه وسلم ألف مرة، تقول :اللهم؛ صلّ على محمد النبي الأميّ)(الدر المنضود في الصلاة والسلام على صاحب المقام المحمود،ص ٢١٤،الفصل السادس)

وقال ابن حجر العسقلاني:زهير بن عباد الرؤاسي.

عن أبي بكر بن شعيب.وعنه حسين بن حميد العكي.قال الدارقطني :مجهول.

قلت :هو ابن عم وكيع بن الجراح كوفي نزل مصر وحدث عن مالک وحفص بن ميسرة وجماعة.

وعنه الحسن بن سفيان، وَالحسن بن الفرج الغزي وأبو حاتم الرازي ووثقه وآخرون.

مات سنة ثمان وثلاثين ومئتين .انتهى.

وذكره ابنُ حِبَّان في الثقات وقال :يخطىء ويخالف وأظن قول الدارقطني فيه إنما عنى به شيخه وسيأتي(١٧٧٨)

وقال ابن عبد البر بعد حديث ذكره من روايه محمد بن وضاح عن زهير بن عباد عن بشر بن الحارث :هذا الحديث وإن كان ضعيف لضعف زهير بن عباد فإن فيه ما تسكن إليه النفس من جهة اشتهار الحديث عند جماعة.

قلت :وسيأتي التنبيه على الحديث المذكور في ترجمة مهنأ بن يحيى الشامي(٧٩٦٩)إن شاء الله تعالى(لسان الميزان،لا بن حجر العسقلاني، تحت رقم الترجمة ٣٢٤٦)

وقال الذهبي تحت الترجمة محمد بن يوسف بن معدان الاصبهاني: له حديث واحد، وهو منكر(سير اعلام النبلاء، ج٩ص ١٢٦،رقم الترجمة ٤٠)

وقال ايضاً:روى عن :الأعمش، ويونس بن عبيد، وسفيان الثوري، والحمادين آثارا ومقاطيع .حدث عنه عبد الرحمن بن مهدي، ويحيى القطان، وابن المبارک، وسليمان الشاذكوني، وزهير بن عباد، وعصام جبر، وصالح بن مهران، وطائفة.

قال أبو الشيخ :لم أره روى حديثا مسندا إلا حديثا واحدا .قلت :وهو حديث منكر(تاريخ الاسلام، ج٤ص ٩٦٨،رقم الترجمة ٩٦٨، تحت ترجمة محمد بن يوسف بن معدان، أبو عبد الله الأصبهاني الزاهد، ويلقب بعروس الزهاد)

وقال ابن الجوزي:أدرک محمد بن يوسف التابعين فروى عن يونس بن عبيد الأعمش وقد روى عن الثوري والحمادين وصالح المري وغيرهم إلا أنه لم يكد يسند حديثا إنما كان يرسل الحديث شغلا بالتعبد عن الرواية(صفة الصفوة، ج٤ص ٨٣، تحت رقم الحديث ٦٦٤)

مگراس کی کوئی خاص فضیلت مذکور نہیں، اس لئے یہ کہا جاسکتا ہے کہ جمعہ کے دن کثرت سے درود پڑھنے کا حکم معتبر اور صحیح احادیث میں مذکور ہے، اور اس روایت کا اعتبار کرنے کی صورت میں ہزار مرتبہ کی تعداد سے حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ کا مقصود درود شریف کی کثرت اور مختصر درود کا ذکر کرنا ہے، تاکہ ہزار مرتبہ کی تعداد میں پڑھنا مشکل نہ ہو، تو اس حد تک یہ بات اپنی جگہ اصولی طور پر درست ہے، مگر سب کے حق میں ہزار مرتبہ درود شریف پڑھنے کو لازم یا سنت نہیں قرار دیا جاسکتا، اور نہ ہی یہ کہا جاسکتا ہے کہ اگر کوئی ہزار مرتبہ سے کم تعداد میں درود شریف پڑھے، تو وہ کثرت سے دورد شریف پڑھنے والوں کی فہرست میں داخل نہ ہوگا، یا یہ کہ وہ گناہ گار یا خلافِ سنت کام کرنے والا شمار ہوگا۔

اپنی طرف سے اس طرح کی قیود وشرائط لگالینا درست نہیں، جیسا کہ شروع میں ذکر ہوا۔

بروز جمعہ سو مرتبہ درود پڑھنے کی مخصوص فضیلت کی روایت

علامہ ابنِ حجر ہیتمی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ایک یہ روایت نقل کی ہے کہ:

جو شخص روزانہ تین (3) مرتبہ اور جمعہ کے دن سو (100) مرتبہ یہ درود پڑھے گا کہ:

صلوات الله وملائكته وأنبيائه ورسله وجميع خلقه على محمد وآل محمد، وعليه وعليهم السلام ورحمة الله وبركاته.

تو وہ تمام مخلوق کے برابر درود پڑھنے والا شمار ہوگا، اور وہ قیامت کے دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اٹھایا جائے گا، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کا ہاتھ پکڑ کر اس کو جنت میں داخل فرمائیں گے۔

مگر خود علامہ ابنِ حجر ہیتمی نے اس روایت کو ''باطل'' قرار دیا ہے۔ [1]

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی سند سے ایک حدیث یہ مروی ہے کہ:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات میں سو (100) مرتبہ درود پڑھنے پر اللہ،

---

[1] وفی روایة بسند باطل عن علی رضی الله عنه :(من صلّی علی النبی صلی الله علیه وسلم بهؤلاء الکلمات فی کل یوم ثلاث مرات، ویوم الجمعة مئة مرة، وهی :صلوات الله وملائکته وأنبیائه ورسله وجمیع خلقه علی محمد وآل محمد، وعلیه وعلیهم السلام ورحمة الله وبرکاته ..فقد صلّی علیه بصلاة جمیع الخلائق، وحشر یوم القیامة فی زمرته، وأخذ بیده حتی یدخله الجنة(الدر المنضود فی الصلاة والسلام علی صاحب المقام المحمود،لا بن حجر الهیتمی ،ص ۲۱۴،الفصل السادس)

اس کی سو(100) حاجات آخرت کی پوری فرماتا ہے، اورتیس (30) حاجات دنیا کی پوری فرماتا ہے، اور اللہ نے ایک فرشتہ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پر مقرر کیا ہے، وہ اس درود کو قبر میں لے کر داخل ہوتا ہے، جیسا کہ لوگوں پر ہدایا داخل ہوتے ہیں، وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو درود پڑھنے والے کے نام ونسب وغیرہ کی خبر دیتا ہے، اور پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کو اپنے پاس سفید صحیفہ میں محفوظ رکھتے ہیں۔

علامہ ابنِ سبکی نے اس جیسی روایت کے متعلق فرمایا کہ مجھے اس روایت کی سند نہیں ملی۔ [1]

اور ہمیں بھی پہلے اس روایت کی سند نہیں مل سکی تھی۔

البتہ ہمیں دوبارہ تلاش کرنے سے اس روایت کی سند بیہقی میں دستیاب ہوئی۔ [2]

---

[1] قال العراقی: وروی الدیلمی عن حکامة عن أبیها عن عثمان بن دینار عن أخیه مالک بن دینار عن أنس من صلّی علیّ یوم الجمعة ولیلة الجمعة مائة من الصلاة قضی الله له مائة حاجة سبعین من حوائج الآخرة وثلاثین من حوائج الدنیا وکل الله بذلک ملکاً یدخله علی قبری کما تدخل علیکم الهدایا إن علمی بعد موتی کعلمی بعد الحیاة.

قال ابن السبکی(٦/٢٩٦)لم أجد له إسناداً (تخریج أحادیث إحیاء علوم الدین للعراقی، ج ١،ص ٤٤٦، رقم الحدیث ٥١١)

[2] مگر یہ بات یادر ہے کہ ابنِ سبکی نے جس روایت کے متعلق ”لم اجد لہ اسناداً“ فرمایا ہے، اس کے الفاظ بیہقی کی روایت سے تھوڑے مختلف ہیں، جیسا کہ گزشتہ اور ذیل کے حاشیہ سے واضح ہے۔

أخبرنا أبو الحسن علی بن محمد بن علی الإسفرایینی، حدثنی والدی أبو علی الحافظ، حدثنا أبو رافع أسامة بن علی بن سعید الرازی بمصر، حدثنا محمد بن إسماعیل الصائغ، حدثتنا حکامة بنت عثمان بن دینار، أخی مالک بن دینار، عن أنس بن مالک، خادم النبی صلی الله علیه وسلم قال :قال النبی صلی الله علیه وسلم :إن أقربکم منی یوم القیامة فی کل موطن أکثرکم علی صلاة فی الدنیا، من صلی علی فی یوم الجمعة ولیلة الجمعة قضی الله له مائة حاجة، سبعین من حوائج الآخرة وثلاثین من حوائج الدنیا، ثم یوکل الله بذلک ملکا یدخله فی قبری کما تدخل علیکم الهدایا یخبرنی من صلی علی باسمه ونسبه إلی عترته، فأثبته عندی فی صحیفة بیضاء (فضائل الأوقات،للبیهقی ، رقم الحدیث ٢٧٦)

أخبرنا أبو الحسن علی بن محمد بن علی السقاء الإسفرائینی قال :حدثنی والدی أبو علی ,ثنا أبو رافع أسامة بن علی بن سعید الرازی بمصر ,ثنا محمد بن إسماعیل بن سالم الصائغ , حدثتنا حکامة بنت عثمان بن دینار ,أخی مالک بن دینار قالت :حدثنی أبی عثمان بن دینار , عن أخیه مالک بن دینار ,عن أنس بن مالک ,خادم النبی صلی الله علیه وسلم قال :قال النبی صلی الله علیه وسلم :إن أقربکم منی یوم القیامة فی کل موطن أکثرکم علی صلاة فی الدنیا من

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

مگر محدثین کے نزدیک اس روایت کی سند میں شدید ضعف پایا جاتا ہے۔
اس لئے یہ روایت فضیلت کے درجہ میں بھی معتبر نہ ہوگی، اور نہ ہی اس کے مطابق عقیدہ رکھنا جائز ہوگا۔ ؎

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

صلى على مائة مرة فى يوم الجمعة وليلة الجمعة قضى الله له مائة حاجة سبعين من حوائج الآخرة وثلاثين من حوائج الدنيا ,ثم يوكل الله بذلك ملكا يدخله فى قبرى كما يدخل عليكم الهدايا يخبرنى من صلى على باسمه ونسبه إلى عشيرته فأثبته عندى فى صحيفة بيضاء (حياة الأنبياء صلوات الله عليهم بعد وفاتهم،للبيهقى، رقم الحديث ١٣)

؎ قال ابن حجر العسقلانى:

وبالسند الماضى آنفا إلى أحمد بن الحسين الحافظ، قال :أخبرنا على بن محمد بن على الأسفرائينى، قال :أخبرنا أبى، قال :أخبرنا أسامة بن على، قال :حدثنا محمد بن إسماعيل الصائغ، قال :أخبرتنى حكامة بنت عثمان بن دينار، قالت :حدثنى أبى، عن عمى مالك بن دينار، عن أنس بن مالك رضى الله عنه، قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم(إن أقربكم منى مجلسا يوم القيامة أكثركم على صلاة، ومن صلى على يوم الجمعة وليلة الجمعة قضى الله له منه حاجة)

هذا حديث غريب(نتائج الأفكارفى تخريج أحاديث الأذكار،لابن حجر العسقلانى، ج٥، ص٥٧،آخر المجلس الخامس والعشرين بعد الأربعمة)

و قال ايضاً:

حكامة.عن مالك بن دينار .انتهى.ذكرها فى فصل النساء آخر الكتاب ولم يزد.

قلت :وقد رأيت فى ترجمة عثمان بن دينار فى ثقات ابن حبان حكامة لا شىء .

وقال العقيلى :فى ترجمة والدها عثمان بن دينار وهو أخو مالك بن دينار أحاديث حكامة تشبه أحاديث القصاص وليس لها أصل(لسان الميزان،لا بن حجر العسقلانى، تحت رقم الترجمة ٢٦٨١)

عثمان بن دينار:أخو مالك بن دينار البصرى والد حكامة.لا شىء .

والخبر كذب بين، انتهى.

وذكره ابنُ حِبَّان فى الثقات وقال :يروى عن أخيه .وعنه بنته حكامة وهى لا شىء .

قلت :والخبر الذى أشار إليه الذهبى أورده العقيلى وأوله :إذا كان يوم القيامة كنت أول من تنشق عنه الأرض ويتبعنى بلال وهو واضع أصبعيه فى أذنيه ينادى ويتبعه سائر المؤذنين.

ولفظ العقيلى :روت عنه ابنته حكامة أحاديث بواطيل ليس لها أصل(لسان الميزان،لابن حجر العسقلانى، تحت رقم الترجمة ٥١١٢)

و قال جمال الدين أبو الفرج عبد الرحمن بن على بن محمد الجوزى:

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اورعلامہ سخاوی نے ''القولُ البدیع'' میں ایک روایت یہ ذکر کی ہے کہ:

جس نے جمعہ کے دن سو(100) مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا، تو اللہ اس کے اسّی (80) سالوں کے گناہ معاف فرما دیتا ہے۔

مگرعلامہ سخاوی نے خود ہی فرمایا کہ اس روایت کی اصل اور سند معلوم نہیں ہوسکی۔

اس کے علاوہ علامہ سخاوی نے ایک روایت یہ بھی ذکر کی ہے کہ:

جس نے جمعہ کے دن سو (100) مرتبہ درود شریف پڑھا، تو اس کی بیس (20) سال کی خطائیں معاف کردی جاتی ہیں۔

لیکن علامہ سخاوی نے اس روایت کے متعلق فرمایا کہ بظاہر یہ روایت صحیح نہیں ہے۔ [1]

اورحضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ایک روایت میں یہ مضمون آیا ہے کہ:

جوشخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جمعہ کے دن سو(100) مرتبہ درود پڑھے گا، تو وہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کے چہرہ پرعظیم الشان نور ہوگا کہ اگر اس نور کو تمام مخلوق پر تقسیم کردیا جائے، تو وہ ان سب کے لئے کافی ہوگا، یا یہ کہ لوگوں کو اس درود پڑھنے والے کے چہرہ کی یہ روشن ومنور حالت دیکھ کر رشک ہوگا۔

اس روایت کومحدثین نے ''غریب'' قرار دیا ہے، اوراس روایت کے بعض راوی مجہول ہیں۔ [2]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

عثمان بن دينار قال العقيلي تروى عنه ابنته حكامة أحاديث بواطيل ليس لها أصل(الضعفاء والمتروكون، تحت رقم الترجمة ٢٢٦٢)

و قال شمس الدين الذهبي:

عثمان بن دينار أخو مالك ووالد حكامَة لا شيء والخبر كذب(المغنى فى الضعفاء، تحت رقم الترجمة ٤٠١٨)

[1] وفى لفظ له لم أقف على أصله مرفوعاً من صلى على يوم الجمعة مائة صلاة غفر الله خطيئة ثمانين عاماً، وذكر بعض رواته أنه رأى النبى -صلى الله عليه وسلم -وعرضه عليه فصدقه والله أعلم وفى رواية أخرى مثله وزاد ومن صلى على ليلة الجمعة مائة مرة غفر له خطيئة عشرين سنة والظاهر عدم صحته(القَولُ البَدِيعُ فى الصَّلاةِ عَلَى الحَبِيبِ الشَّفِيعِ،ص١٩٧، الباب الخامس :فى الصلاة عليه فى أوقات مخصوصة،الصلاة عليه فى يوم الجمعة وليلتها)

[2] حدثنا أبو عبد الله محمد بن عبد الله الحافظ، بنيسابور ,ثنا محمد بن أبى معاذ عن أبيه

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اس لئے اس روایت میں مذکور مضمون کے مطابق بھی عقیدہ رکھنے سے پرہیز کرنا چاہیے۔

تاہم صحیح احادیث کے پیشِ نظر جمعہ کے دن حسبِ حیثیت وفرصت کثرت سے درود شریف پڑھنا چاہیے، جیسا کہ شروع میں گزرا۔

بروز جمعہ دوسو مرتبہ درود پڑھنے کی مخصوص فضیلت کی روایت

علامہ سخاوی نے دیلمی کے حوالہ سے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی یہ روایت نقل کی ہے کہ:

جس نے جمعہ کے دن دوسو(200) مرتبہ درود شریف پڑھا، تو اس کے دوسو(200) سال کے گناہ معاف کردیئے جائیں گے۔

لیکن علامہ سخاوی نے خود ہی اس روایت کو نقل کر کے اس کو غیر صحیح قرار دیا ہے۔ [1] (جاری ہے.........)

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

عن إبراهيم بن أدهم، عن محمد بن عجلان ,عن علي بن الحسين ,عن أبيه، عن علي بن أبي طالب، قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :من صلى علي يوم الجمعة مائة مرة جاء يوم القيامة ومعه نور لو قسم ذلك النور بين الخلق كلهم لوسعهم غريب من حديث إبراهيم وابن عجلان لم نكتبه إلا من حديث محمد بن أحمد البخاري(حلية الأولياء وطبقات الأصفياء ،للأصبهاني، ج٨، ص٤٦)

أخبرنا محمد بن عبد الله الحافظ، ومحمد بن موسى بن الفضل، قالا :حدثنا أبو عبد الله محمد بن عبد الله الصفار، حدثنا أبو جعفر أحمد بن مهران الأصبهاني، حدثناعصمة بن سليمان، حدثنا أبو يحيى، عن أبي فاطمة، عن محمد بن عجلان، عن أبيه، قال :قال علي " :من صلى على النبي صلى الله عليه وسلم يوم الجمعة مائة مرة جاء يوم القيامة وعلى وجهه من النور نور، يقول الناس :أي شيء كان يعمل هذا (شعب الإيمان، للبيهقي، رقم الحديث ٢٧٧٤)

[1] وعن أبي ذر الغفاري -رضي الله عنه -أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم -قال من صلى علي يوم الجمعة مائتي صلاة غفر له ذنب مائتي عام أخرجه الديلمي ولا يصح(القَولُ البَدِيعُ في الصَّلاةِ عَلَى الحَبِيبِ الشَّفِيعِ، ص١٩٦،الباب الخامس :في الصلاة عليه في أوقات مخصوصة،الصلاة عليه في يوم الجمعة وليلتها)

نقشہ اوقاتِ نماز، سحر وافطار (برائے راولپنڈی واسلام آباد شہر)

(مسجدوں، مدرسوں، دفتروں اور گھروں کے لئے یکساں مفید)

جاری کردہ: ادارہ غفران، چاہ سلطان، راولپنڈی۔ 051-5507270-55075030

کیا آپ جانتے ہیں؟ ادارہ

دلچسپ معلومات، مفید تجزیات اور شرعی احکامات پر مشتمل سلسلہ

مقروض کا قرض ادا کرنے، معاف کرنے اور مہلت دینے کی فضیلت

حضرت عبداللہ بن دینار رحمہ اللہ، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں کہ:

قِيلَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَنْ أَحَبُّ النَّاسِ إِلَى اللّٰهِ؟ قَالَ: أَنْفَعُهُمْ لِلنَّاسِ، وَإِنَّ أَحَبَّ الْأَعْمَالِ إِلَى اللّٰهِ سُرُورٌ تُدْخِلُهُ عَلٰى مُؤْمِنٍ، تَكْشِفُ عَنْهُ كَرْبًا، أَوْ تَقْضِيْ عَنْهُ دَيْنًا، أَوْ تَطْرُدُ عَنْهُ جُوعًا، وَلَأَنْ أَمْشِيَ مَعَ أَخِي الْمُسْلِمِ فِيْ حَاجَةٍ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَعْتَكِفَ شَهْرَيْنِ فِيْ مَسْجِدٍ، وَمَنْ كَفَّ غَضَبَهٗ سَتَرَ اللّٰهُ عَوْرَتَهٗ، وَمَنْ كَظَمَ غَيْظَهٗ، وَلَوْ شَاءَ أَنْ يُمْضِيَهٗ أَمْضَاهُ، مَلَأَ اللّٰهُ قَلْبَهٗ رِضًى، وَمَنْ مَشٰى مَعَ أَخِيهِ الْمُسْلِمِ فِيْ حَاجَةٍ حَتّٰى يُثْبِتَهَا لَهٗ ثَبَّتَ اللّٰهُ قَدَمَيْهِ يَوْمَ تَزِلُّ الْأَقْدَامُ، وَإِنَّ سُوْءَ الْخُلُقِ لَيُفْسِدُ الْعَمَلَ كَمَا يُفْسِدُ الْخَلُّ الْعَسَلَ (قضاء الحوائج لابنِ ابی الدنیا) [1]

ترجمہ: عرض کیا گیا کہ اے اللہ کے رسول! لوگوں میں اللہ کو سب سے زیادہ محبوب کون ہے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو لوگوں کو سب سے زیادہ نفع پہنچانے والا ہو، اور اللہ کو اعمال میں سب سے زیادہ محبوب وہ خوشی ہے، جو آپ مومن کو پہنچائیں، جس سے آپ اس کی تکلیف کو دور کردیں، یا آپ اس کا قرض ادا کردیں، یا آپ (نقدی، غلہ کھانا وغیرہ فراہم کرکے) اس کی بھوک کو دور کردیں، اور میں اپنے مسلمان بھائی کے ساتھ کسی ضرورت (پوری کرنے) کے لئے چلوں، یہ مجھے اس سے زیادہ محبوب ہے کہ میں مسجد میں دو مہینے کا

---

[1] رقم الحدیث ۳۶، ص۴۷، باب فی قضاء الحوائج، الناشر: مکتبة القرآن، القاهرة.
قال الالبانی: قلت :وهذا إسناد حسن(سلسلة الاحاديث الصحيحة ، تحت رقم الحديث ۹۰۶)

اعتکاف کروں، اور جو شخص اپنے غصہ کو روکتا ہے، تو اللہ اس کے عیب کو چھپاتا ہے، اور جو شخص اپنے غصہ کو پیتا ہے، حالانکہ اگر وہ چاہے، تو اپنے غصہ پر عمل درآمد بھی کرسکتا ہے، تو اللہ اس کے دل کو رضا سے بھر دیتا ہے، اور جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی ضرورت (پوری کرنے) کے لئے چلتا ہے، یہاں تک کہ وہ اس ضرورت کو پورا کر دیتا ہے، تو اللہ اس کے قدموں کو اس (قیامت کے) دن ثابت قدم رکھے گا، جس دن لوگوں کے قدم ڈگمگا جائیں گے، اور برے اخلاق عمل کو اس طرح سے خراب کر دیتے ہیں، جس طرح سے کہ سرکہ شہد کو خراب کر دیتا ہے

(ابنِ ابی الدنیا)

اور ابنِ منکدِر سے مرسلاً روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

مِنْ أَفْضَلِ الْعَمَلِ إِدْخَالُ السُّرُوْرِ عَلَى الْمُؤْمِنِ: يَقْضِيْ عَنْهُ دَيْنًا، يَقْضِيْ لَهُ حَاجَةً، يُنَفِّسُ عَنْهُ كُرْبَةً (شعب الايمان للبيهقي، رقم الحديث ۷۲۷۴) [1]

ترجمہ: افضل عمل مومن پر خوشی کو داخل کر دینا ہے، مثلاً اس کا قرض ادا کر دینا، اس کی کوئی ضرورت پوری کر دینا، یا اس کی کوئی تکلیف دور کر دینا (بیہقی)

اس سے معلوم ہوا کہ مسلمان کا قرض ادا کر دینا اور اس کی بھوک مٹا دینا، یا کسی دوسرے طریقہ سے مدد کر دینا اور تکلیف دور کر دینا، اللہ تعالیٰ کے محبوب و پسندیدہ اور افضل اعمال میں سے ہے۔

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: مَنْ أَنْظَرَ مُعْسِرًا فَلَهُ بِكُلِّ يَوْمٍ مِثْلِهِ صَدَقَةٌ، قَالَ: ثُمَّ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ: مَنْ أَنْظَرَ مُعْسِرًا فَلَهُ بِكُلِّ يَوْمٍ مِثْلَيْهِ صَدَقَةٌ، قُلْتُ: سَمِعْتُكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ تَقُوْلُ: مَنْ أَنْظَرَ مُعْسِرًا فَلَهُ بِكُلِّ يَوْمٍ مِثْلِهِ صَدَقَةٌ، ثُمَّ سَمِعْتُكَ تَقُوْلُ: مَنْ أَنْظَرَ مُعْسِرًا فَلَهُ بِكُلِّ يَوْمٍ مِثْلَيْهِ صَدَقَةٌ، قَالَ لَهُ: بِكُلِّ يَوْمٍ صَدَقَةٌ قَبْلَ أَنْ يَحِلَّ الدَّيْنُ، فَإِذَا حَلَّ الدَّيْنُ فَأَنْظَرَهُ فَلَهُ بِكُلِّ يَوْمٍ مِثْلَيْهِ صَدَقَةٌ (مسند احمد، رقم الحديث ۲۳۰۴۶) [2]

---

[1] قال الالباني: فالإسناد صحيح مرسل . والحسن بن علي بن عثمان أظنه ابن عفان تحرف على الناسخ إلى ابن عثمان، وابن عفان ثقة . وللحديث شاهد من حديث ابن عمر بسند حسن سبق تخريجه برقم ۹۰۶ (سلسلة الاحاديث الصحيحة، تحت رقم الحديث ۲۲۹۱)

[2] قال شعيب الارنؤوط: إسناده صحيح على شرط مسلم (حاشية مسند احمد)

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے تنگ دست (مقروض) کو (قرض ادا کرنے میں کچھ وقت کی) مہلت دی، تو اس کو ہر دن کے بدلہ میں اس (مہلت دیئے گئے) مال کے برابر صدقہ کا ثواب حاصل ہوگا، پھر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے تنگ دست (مقروض) کو مہلت دی، تو اس کو (مہلت دیئے جانے والے) ہر دن کے بدلہ میں اس (مہلت دیئے گئے) مال کے دوگنا مقدار کے برابر صدقہ کا ثواب حاصل ہوگا، میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! میں نے پہلے آپ کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا کہ جس نے تنگ دست (مقروض) کو مہلت دی، تو اس کو ہر دن کے بدلہ میں اس (مہلت دیئے گئے) مال کے برابر صدقہ کا ثواب حاصل ہوگا، پھر میں نے آپ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے تنگ دست (مقروض) کو مہلت دی، تو اس کو ہر دن کے بدلہ میں اس (مہلت دیئے گئے) مال کے دوگنا مقدار کے برابر صدقہ کا ثواب حاصل ہوگا، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر دن کے بدلہ میں اس وقت تک تو اس قرض کے برابر صدقہ کا ثواب حاصل ہوگا، جب تک قرض کی ادائیگی کا وقت نہیں آیا، پھر جب قرض کی ادائیگی کا وقت آ گیا، پھر اس نے اس کو مہلت دی، تو ہر دن کے بدلہ میں اس (مہلت دیئے گئے) مال کے دوگنا مقدار کے برابر صدقہ کا ثواب حاصل ہوگا (مسند احمد)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب کوئی قرض خواہ تنگدست مقروض کو ابتداءً مہلت دیتا ہے، مثلاً کسی تنگدست کو قرض دیتا ہے، یا کسی ضرورت مند کو ادھار کوئی چیز فروخت کر دیتا ہے، اور اس سے نقد قیمت طلب نہیں کرتا، تو اس کو اتنی رقم و مالیت کا ہر دن صدقہ کرنے کا ثواب حاصل ہوتا ہے، مثلاً کسی تنگدست و ضرورت مند کو ایک لاکھ روپیہ ایک مہینہ کے لئے دیا، یا مثلاً ایک لاکھ روپے کی کوئی چیز فروخت کی، اور اس کی قیمت کو ایک مہینہ کے لئے تنگدست ہونے کی وجہ سے موخر کر دیا، تو اسے ایک مہینہ تک ہر دن ایک لاکھ روپیہ کی مالیت کے بقدر صدقہ کرنے کا ثواب حاصل ہوگا، اور اگر دیتے ہوئے قرض یا ادھار فروخت شدہ چیز کی قیمت وصول کرنے کا مقررہ وقت آ گیا، اور پھر تنگدست و مفلس ہونے کی وجہ سے مہلت دی، تو ہر دن کے عوض اس سے دوگنا مثلاً دولاکھ کی مالیت کا صدقہ کرنے کا ثواب حاصل ہوگا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: كَانَ تَاجِرٌ يُدَايِنُ النَّاسَ، فَإِذَا رَأٰى مُعْسِرًا قَالَ لِفِتْيَانِهِ: تَجَاوَزُوْا عَنْهُ، لَعَلَّ اللّٰهَ أَنْ يَّتَجَاوَزَ عَنَّا، فَتَجَاوَزَ اللّٰهُ عَنْهُ (بخاری، رقم الحدیث ۲۰۷۸)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک تاجر لوگوں کو قرض دیا کرتا تھا، پھر جب کسی تنگ دست کو دیکھتا تھا، تو اپنے نوجوانوں (اور ملازموں) سے کہہ دیا کرتا تھا کہ اس سے درگزر کردو، شاید کہ اللہ ہم سے درگزر کردے، تو اللہ نے (اس کی بدولت) اس تاجر سے درگزر (یعنی اس کو معاف) کردیا (بخاری)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تنگدست مقروض یا مدیون کو مہلت دیدینے یا معاف کردینے سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس بندہ کے ساتھ معافی ودرگزر کا معاملہ ہوتا ہے۔

حضرت ابوالیسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ أَنْظَرَ مُعْسِرًا، أَوْ وَضَعَ عَنْهُ، أَظَلَّهُ اللّٰهُ فِيْ ظِلِّهِ (مسند احمد، رقم الحدیث ۱۵۵۲۱) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے تنگ دست کو مہلت دی، یا اس کو معاف کردیا، تو (اس کی بدولت) اللہ اس کو قیامت کے دن اپنے (عرش کے) سایہ کے نیچے جگہ عطا فرمائے گا (مسند احمد)

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ أَنْظَرَ مُعْسِرًا، أَوْ وَضَعَ لَهُ، أَظَلَّهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ تَحْتَ ظِلِّ عَرْشِهِ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ (سنن الترمذی، رقم الحدیث ۱۳۰۶، مسند احمد، رقم الحدیث ۸۷۱۱) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے تنگ دست کو مہلت دی، یا اس کو

---

[1] قال شعيب الارنؤوط: إسناده صحيح على شرط الشيخين (حاشية مسند احمد)

[2] قال الترمذی: وَفِي البَابِ عَنْ أَبِي اليَسَرِ، وَأَبِي قَتَادَةَ، وَحُذَيْفَةَ، وَابْنِ مَسْعُودٍ، وَعُبَادَةَ، وَجَابِرٍ: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الوَجْهِ.

وقال شعيب الارنؤوط: اسناده صحيح على شرط مسلم (حاشية مسند احمد)

معاف کردیا، تو اللہ اس کو قیامت کے دن اپنے عرش کے سایہ کے نیچے جگہ عطا فرمائے گا، جب اللہ کے عرش کے سایہ کے علاوہ کوئی سایہ نہیں ہوگا (ترمذی)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ کسی تنگ دست مقروض کو مہلت دے دینا یا اس کا کچھ یا پورا قرض معاف کردینا عظیم فضیلت کا ذریعہ ہے۔

اور تنگدست مقروض و مدیون کو مہلت دینے یا معاف کرنے کے نتیجہ میں آخرت کے اندر، اللہ کے عرش کے سایہ کی نعمت حاصل ہوگی۔

﴿بقیہ متعلقہ صفحہ 79 ''حضرت موسیٰ کی بنی اسرائیل کے ایک فرد کی مدد''﴾

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے شاید غصے میں آ کر اس کو یہ گھونسہ مارا تھا، اور اندازہ بھی نہیں تھا کہ ایک گھونسے سے یہ کچھ ہوجائے گا، محض سرزنش کرنا اور ظلم سے اس کو بزورِ قوت روکنا مقصود تھا، بظاہر غصے میں مارنے کو شیطان کی کارستانی سے تعبیر کیا، کہ نہ مارتا اور تحمل کرتا، تو یہ زیادہ عزم وعظمت کی بات تھی۔

یہ اشکال تو فضول ہی ہے کہ نبی تو معصوم ہے، شیاطین کا تصرف کیسے ہوگیا؟ کیونکہ ابھی تو نبی نہیں بنے تھے، اور پھر واقعہ بھی کوئی بہت بڑا نہیں تھا، ظلم سے جب کوئی باز نہ آئے، تو بزورِ قوت روکنا قوت والے کو نا جائز ہی کب ہے؟

(جاری ہے............)

نفل، سنت اور واجب اعتکاف کے فضائل واحکام

نفل ومستحب، مسنون اور واجب اعتکاف کے تفصیلی فضائل واحکام

نفل ومستحب اعتکاف کی فضیلت اور اُس کے اوقات واحکام

مسنون اعتکاف کی فضیلت اور اُس کے اوقات واحکام

واجب اعتکاف کی حقیقت اور اُس کے اوقات واحکام

اور متعلِّقہ تحقیقی مسائل پر مفصَّل ومدلَّل کلام

مصنِّف: مفتی محمد رضوان

ادارہ غفران چاہ سلطان راولپنڈی پاکستان

عبرت کدہ حضرت موسیٰ وہارون علیہما السلام: قسط8 مولانا طارق محمود

﴿اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَعِبۡرَۃً لِّاُولِی الۡاَبۡصَارِ﴾

عبرت وبصیرت آمیز حیران کن کائناتی تاریخی اور شخصی حقائق

حضرت موسیٰ کی بنی اسرائیل کے ایک فرد کی مدد

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے علم وحکمت حاصل ہوئی، تو اس کے بعد بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام شہر میں گشت کرتے رہتے، اور جہاں کہیں کسی مصری کو دیکھتے کہ وہ بنی اسرائیلی پر ظلم کر رہا ہے، تو وہ بنی اسرائیلی کی مدد کرتے، اور اس بنی اسرائیلی کو مصری کے ظلم سے نجات دلاتے۔

ایک مرتبہ آپ شہر میں تشریف لے جارہے تھے کہ ایک مصری کو دیکھا کہ وہ ایک بنی اسرائیلی کو بیگار کے لئے گھسیٹ رہا ہے، اور اس پر تشدد کر رہا ہے، تو بنی اسرائیلی نے جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا تو اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مدد کے لئے پکارا، حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مصری کی اس جابرانہ حرکت پر سخت غصہ آیا، اور اس کو باز رکھنے کی کوشش کی، مگر مصری نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بات کو نہیں مانا، اور بنی اسرائیلی پر تشدد کرتا رہا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیلی کو مصری سے الگ کرنے کے لئے مصری کو ایک گھونسہ رسید کیا، مصری اس ضرب کو برداشت نہ کرسکا، اور اسی وقت مرگیا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ دیکھا، تو بہت افسوس ہوا، کیونکہ ان کا ارادہ ہرگز اس مصری کو قتل کرنے کا نہ تھا، اور آپ کو بہت ندامت وشرمندگی ہوئی، اسی ندامت وشرمندگی کی حالت میں آپ دل میں کہنے لگے کہ یہ شیطان کی کارستانی ہے، اور شیطان ہی اس کی ہلاکت کا سبب بنا ہے، اور شیطان ہی انسان کو غلط اور گمراہی کے راستہ پر لگاتا ہے۔

چنانچہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَدَخَلَ الۡمَدِیۡنَۃَ عَلٰی حِیۡنِ غَفۡلَۃٍ مِّنۡ اَہۡلِہَا فَوَجَدَ فِیۡہَا رَجُلَیۡنِ یَقۡتَتِلٰنِ ہٰذَا مِنۡ شِیۡعَتِہٖ وَہٰذَا مِنۡ عَدُوِّہٖ، فَاسۡتَغَاثَہُ الَّذِیۡ مِنۡ شِیۡعَتِہٖ عَلَی الَّذِیۡ مِنۡ عَدُوِّہٖ،فَوَکَزَہٗ مُوۡسٰی فَقَضٰی عَلَیۡہِ قَالَ ہٰذَا مِنۡ عَمَلِ الشَّیۡطٰنِ، اِنَّہٗ عَدُوٌّ مُّضِلٌّ مُّبِیۡنٌ (سورة

القصص، رقم الآیة ۱۵)

یعنی ''اور شہر میں وہ ایسے وقت داخل ہوا جب کہ شہر والے غفلت میں تھے، تو اس نے وہاں دو آدمیوں کو لڑتے ہوئے پایا، ایک اس کی اپنی قوم کا تھا اور دوسرا دشمنوں میں سے تھا، تو جو اس کی قوم میں سے تھا، اس نے اس کے خلاف مدد طلب کی جو اس کے دشمنوں میں سے تھا، پس موسیٰ نے اس کو گھونسہ مارا۔ پھر اس کا کام تمام کردیا، موسیٰ نے کہا کہ یہ شیطان کے کام سے ہے، بے شک وہ دشمن ہے، کھلا گمراہ کرنے والا''

ہوسکتا ہے کہ وہ صبح سویرے کا وقت ہو، یا گرمی میں دوپہر کا، یا سردیوں میں رات کا۔

بہرحال مراد یہ ہے کہ جب سڑکیں سنسان تھیں اور شہر میں سناٹا چھایا ہوا تھا۔ [1]

ایک نبی کو کئی مَردوں کے برابر قوت وطاقت عطا ہوتی ہے، جس پر اللہ نے پردہ ڈالا ہوتا ہے، لیکن حسبِ ضرورت اس کا اظہار کرا بھی دیا جاتا ہے۔

جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عرب کے مشہور پہلوان ''رکانہ'' کو جو نا قابلِ تسخیر سمجھا جاتا تھا، اس کو ایسے تین مرتبہ اٹھا کر جیسے کوئی چھوٹا بچہ ہو، اور پھر زمین پر پٹخ دینے کا واقعہ ہے۔ [2]

اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کا گھونسہ سمجھنا چاہئے، جو کہ پیغمبرانہ توانائی کا حامل گھونسہ تھا، جس نے ان صاحب کو پار پہنچادیا۔

﴿بقیہ صفحہ 77 پر ملاحظہ فرمائیں﴾

---

[1] ودخل المدینة قال ابن عباس علی ما فی البحر :هی منف علی حین غفلة من أهلها أی فی وقت لا یعتاد دخولها، أو لا یتوقعونه فیه، وکان علی ما روی عن الحبر وقت القائلة، وفی روایة أخری عنه بین العشاء والعتمة(تفسیر روح المعانی، ج۱۰ ص ۲۶۲، سورة القصص)

[2] حدثنا موسی، حدثنا حماد، عن عمرو بن دینار، عن سعید بن جبیر، أن رسول الله صلی الله علیه وسلم کان بالبطحاء فأتی علیه یزید بن رکانة أو رکانة ومعه أعنز له، فقال :له :یا محمد هل لک أن تصارعنی؟، قال :ما تسبقنی ، قال :شاة من غنمی، فصارعه النبی صلی الله علیه وسلم فصرعه یعنی فأخذ شاة، فقام رکانة فقال :هل لک فی العودة؟، قال :ما تسبقنی ، قال :أخری، فصارعه النبی صلی الله علیه وسلم فصرعه، فقال :له مثلها فقال :ما تسبقنی ، قال :أخری، فصارعه النبی صلی الله علیه وسلم فصرعه ذکر ذلک مرارا، فقال :یا محمد والله ما وضع جنبی أحد إلی الأرض، وما أنت الذی صرعنی، -یعنی فأسلم -ودعا له رسول الله صلی الله علیه وسلم(المراسیل لابی داوٗد، رقم الحدیث ۳۰۸)

قال شعیب الارنؤوط:رجاله ثقات رجال الصحیح(حاشیة سنن ابی داوٗد، تحت رقم الحدیث ۴۰۷۸)

طب وصحت مفتی محمد رضوان

ابتدائی طبی امداد(First Aid)(پانچویں وآخری قسط)

زہرملا ہوا کھانا کھانے کی طبی امداد

زہرملا ہوا کھانا کھانے سے قے اوردست ہوتے ہیں،نبض تیز ہوجاتی ہے۔

ایسے مریض کو قے کروائیں، گرم دودھ پلائیں، ہاتھ پاؤں گرم رکھیں، روغن بیدانجیر (یعنی کسٹرائیل) سے جلاب دیں،سانس بند ہوجائے،تو مصنوعی سانس جاری کریں۔

مٹی کا تیل پینے والے کی طبی امداد

مٹی کا تیل پی لینے سے منہ اور حلق میں خراش اور جلن ہونے لگتی ہے،سانس اور قے میں مٹی کے تیل کی بو ہوتی ہے، پیاس لگتی ہے،اور بالآخر بے ہوشی طاری ہوجاتی ہے۔

ایسے مریض کو قے کرائیں،گرم دودھ پلائیں، پیٹ کو گرم رکھیں۔

کانچ کے ٹکڑے کھانے والے کی طبی امداد

کانچ کے ٹکڑے کھالینے سے پیٹ میں سخت درد ہوتا ہے، پتلے پتلے خون آمیز دست آتے ہیں،بعض اوقات خون آلود قے آتی ہے،جس میں کانچ کے ٹکڑے خارج ہوتے ہیں۔

ایسے مریض کو کیلے یا کھچڑی، چاول یا آلو کھلا کر قے کرانی چاہئے۔

یہ بات یاد رکھیے کہ مذکورہ ان تمام صورتوں میں ابتدائی طبی امداد دینے کے بعد مشورہ یا علاج کے لئے ماہر معالج یا ہسپتال سے رجوع کرنا چاہئے۔

جو مرد یا عورت خودکشی کی غرض سے زہر وغیرہ استعمال کرے،اسے آئندہ کے لئے زندگی سے مایوس ہونے سے بچائیں، امید اور حوصلہ پیدا کریں، خودکشی کے عذاب اور وبال سے ڈرائیں،اور خوش وخرم رکھنے کی کوشش کریں، اگر نشہ کی غرض سے اس طرح کا حادثہ پیش آیا ہو،تو منشیات کے نقصان اور گناہ سے آگاہ کریں،اور اس بری عادت کو چھڑوانے کی کوشش کریں۔

شہد کی مکھی یا بھڑ کا کاٹنا

جسم پر شہد کی مکھی یا بھڑ کے ڈنک مارنے سے شدید درد اور جلن ہوتی ہے، اور سوجن پیدا ہوتی ہے، اور اگر شہد کی مکھی یا بھڑ زیادہ تعداد میں کاٹ لیں، تو خطرناک علامات بھی پیدا ہو جاتی ہیں۔

سب سے پہلے مکھی یا بھڑ کا متاثرہ مقام سے ڈنک نکال دیں، اس کے بعد اس جگہ سرکہ ٹپکائیں، یا ذراسی افیون چند قطرے پانی میں حل کر کے لگائیں۔

کھانے کا میٹھا سوڈا (سوڈیم بائی کاربونیٹ) پانی میں حل کر کے مکھی یا بھڑ کی کاٹی ہوئی جگہ پر لگانا بھی مفید ہے۔

اس کے علاوہ گیندے کے پتے چھ گرام پانی میں رگڑ کر چھان کر مریض کو پلانا، اور انہیں پانی میں پیس کر متاثرہ مقام پر لیپ کرنا بھی انتہائی مفید اور زود اثر ہے۔

بچھو کا کاٹنا

عموماً بچھو کے کاٹنے سے موت واقع نہیں ہوتی، تاہم کمزور افراد بوڑھوں اور بچوں کو بچھو کاٹنے کے سبب موت واقع ہونے کا خدشہ ہوتا ہے، جس مقام پر بچھو کاٹے وہاں سخت درد اور سوزش ہوتی ہے، بعض مریضوں کا سر چکرانے لگتا ہے، بعض کو قے اور دست شروع ہو جاتے ہیں، بعض کو جسم میں تشنج یعنی اینٹھن ہونے لگتی ہے۔

جس جگہ بچھو نے کاٹا ہو، اگر بچھو نے اس جگہ اپنا ڈنک چھوڑ دیا ہو، تو سب سے پہلے اس ڈنک کو نکالیں، مگر اس سے پہلے ڈنک کی جگہ سے دو تین انچ اوپر کس کر بند باندھ دیں۔

ڈنک نکالنے کے بعد اس جگہ پر مٹی کا تیل یا لہسن پیس کر یا اجوائن پانی میں پیس کر لگا دیں، یا چونا شہد میں ملا کر لیپ کریں، بچھو کی کاٹی ہوئی جگہ پر بچھو کو کچل کر باندھ دینے سے بھی ماہرین کے بقول زہر جذب ہو جاتا ہے، اور درد اور سوزش ختم ہو جاتی ہے۔

علاوہ ازیں سات دفعہ سورت فاتحہ پڑھ کر دم کرنا بھی بچھو کے کاٹنے میں موثر اور سنت سے ثابت ہے۔

سانپ کا ڈسنا

سانپ کی سینکڑوں قسمیں ہیں، ان میں سے بعض اقسام کے سانپ بے ضرر شمار کئے جاتے ہیں، اور کچھ

اس قدر زہریلے شمار کیے جاتے ہیں کہ ان کا کاٹا پانی نہیں مانگتا، زیادہ تر لوگ سانپ کی دہشت ہی سے نیم جان ہوجاتے بلکہ بعض اوقات مر بھی جاتے ہیں۔

زہریلے سانپ کے ڈسنے کی پہچان یہ ہے کہ زخم میں سخت جلن اور سوزش ہوتی ہے، خون بہتا ہے، اور جسم کا متاثرہ حصہ فوراً نیلا ہوجاتا ہے، ڈسے ہوئے شخص کا جی متلاتا ہے، ٹانگوں میں کمزوری محسوس ہوتی ہے، بعض دفعہ قے بھی ہوتی ہے، اور آہستہ آہستہ بولنے اور نگلنے کی قوت ختم ہوجاتی ہے، اور آخر کار انسان مر بھی جاتا ہے۔

بعض اقسام کے سانپ کے کاٹنے سے جسم کے مسامات سے خون رسنے لگتا ہے۔

اگر سانپ نے ہاتھ یا پاؤں پر کاٹا ہو، تو فوراً زخم سے تقریباً تین انچ اوپر دل کی طرف اس قدر کس کر پٹی باندھیں کہ اس طرف سے دورانِ خون بند ہوجائے، اس کے بعد زخم پر صاف بلیڈ (Blade) یا کسی اور نشتر سے پون انچ گہرا شگاف کرکے اس میں پوٹاشیم پرمیگنیٹ یعنی لال دوائی بھر دیں، اگر یہ نہ مل سکے تو لوہے کو آگ میں سرخ کرکے زخم کو داغ دیں، مریض کو گرم رکھیں، گرم دودھ یا چائے پلائیں، دل کے اوپر رائی کا پلستر کریں، اگر سانس رک رہا ہو، تو مصنوعی طریقہ پر سانس جاری کریں، اگر زہر بدن میں پھیل رہا ہوتو ارنڈی کی کونپل بارہ گرام پانی میں پیس چھان کر پلائیں، اور پھوک زخم پر لیپ کریں، اس کے پینے سے تھوڑی دیر بعد قے اور دست آتے ہیں، جس سے سانپ کا زہر خارج ہوجاتا ہے۔

اس کے علاوہ پوست ریٹھا پیس کر باریک سفوف بنا کر، چھ گرام ہر دو گھنٹہ بعد مریض کو دینا بھی مفید ہے، جس سے قے اور دست کے ذریعے سانپ کا زہر خارج ہوجاتا ہے۔

دیسی لہسن بیس گرام پیس کر شہد کے ساتھ چاٹنے سے سانپ کے زہر میں بہت فائدہ ہوتا ہے، سانپ کے کاٹنے پر جو بند باندھا جائے، وہ آدھا گھنٹہ سے زیادہ نہیں باندھنا چاہئے، ورنہ اس عضو کے مردار ہونے کا خدشہ ہوتا ہے، اس لئے بند باندھنے کے بعد آدھے گھنٹے کے اندر اندر علاج وتدبیر کرکے بند کھول دینا چاہئے۔

جس کو سانپ کاٹے، اس کو غنودگی اور اونگھ آتی ہے، مگر مریض کو سونے نہیں دینا چاہئے، اور مریض کو گرم کمرے میں رکھنا چاہئے، سردیوں میں انگیٹھی چلا کر رکھیں، تاکہ مریض کو پسینہ آئے اور پسینہ کے راستہ سے بھی زہر خارج ہو، مریض کو پانی پینے کے لئے نہ دیں، اگر پیاس لگے، تو عرق گاؤ زبان تھوڑا تھوڑا پلاتے رہیں، اور دودھ پلانا بھی مفید ہے۔

تاہم یہ تدابیر ابتدائی طبی امداد کے طور پر ہیں، ابتدائی امداد پہنچانے کے بعد مریض کو کسی ماہر معالج کے پاس یا ہسپتال میں لے جانا چاہئے۔

باؤلے کتے کا کاٹنا

باؤلے کتے کی آنکھیں سرخ ہوتی ہیں، زبان باہر نکلی رہتی ہے، اور وہ سر جھکائے ہوئے اپنی دُم کو پیچھے لٹکائے ہوئے لڑکھڑاتا ہوا چلتا ہے، بعض اوقات چلتے چلتے گر پڑتا ہے، اور جو شخص اس کے سامنے آتا ہے، اس پر حملہ کرتا ہے، بھونکتا نہیں ہے، اگر بھونکتا ہے، تو آواز بیٹھی ہوئی محسوس ہوتی ہے، اس سے دوسرے کتے خوف کھا کر بھاگتے ہیں، باؤلا کتا نہ کچھ کھاتا ہے، اور نہ پانی پیتا ہے، بلکہ پانی کو دیکھ کر بھاگتا ہے۔

باؤلے کتے کے کاٹنے کے بعد زہر جسم کے حصہ سے اعصاب کے ذریعے دماغ اور حرام مغز تک سرایت کر کے مرکزی نظامِ عصبی کو متورم اور شدید متاثر کر دیتا ہے۔

باؤلے کتے کے کاٹنے کے بعد علامات کے ظہور میں عموماً دو ہفتہ سے آٹھ ہفتہ کا وقفہ ہوا کرتا ہے، بیماری کی علامتوں کو سہولت کے لئے تین درجوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

ابتدائی درجہ میں کتے کے کاٹنے کے مقام پر درد اور سوزش ہوتی ہے، طبیعت بے چین اور مضطرب رہتی ہے، مریض کو ہلکا بخار اور بے خوابی کا عارضہ ہو جاتا ہے، یہ حالت بعض اوقات چھ گھنٹوں سے تین دن تک رہتی ہے، اس کے بعد دوسرا درجہ شروع ہو جاتا ہے۔

دوسرے درجہ میں مریض کے اندر باؤلہ پن پیدا ہو جاتا ہے، وہ دوسروں کو کاٹتا ہے، اور جس کو کاٹتا ہے، اس میں بھی یہ کیفیت منتقل ہو جاتی ہے، اپنے اور پرائے کی تمیز ختم ہو جاتی ہے، بے چینی بے حد بڑھ جاتی ہے، نگلنے اور سانس لینے میں سخت تکلیف ہوتی ہے، پانی دیکھنے بلکہ اس کا نام اور آواز سنتے ہی مریض پر تشنج اور اینٹھن وکھچاؤ طاری ہو جاتا ہے، اور اکثر و بیشتر ایک دو دن بعد تیسرا درجہ شروع ہو جاتا ہے۔

تیسرے درجہ میں بدن کے اعضاء تشنج اور اینٹھنے سے اس قدر تھک جاتے ہیں کہ ان میں حرکت کی طاقت نہیں رہتی، اور وہ ڈھیلے پڑے رہتے ہیں، اس حالت میں عموماً چوبیس گھنٹوں کے اندر حرکتِ قلب بند ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے۔

باؤلے کتے کے کاٹے کو معمولی نہیں سمجھنا چاہئے، اور اس کے علاج میں ہرگز دیر نہیں کرنی چاہئے، اگر کاٹنے والے کتے کے بارے میں یہ معلوم نہ ہو کہ وہ باؤلا ہے یا نہیں، تو اس کتے کو ہلاک ہرگز نہ کریں،

بلکہ اسے محفوظ جگہ پر باندھ دیں، باؤلا کتا کاٹنے کے بعد زیادہ سے زیادہ دس دن تک مرجاتا ہے، عموماً پانچویں دن میں ہی اس کی موت واقع ہوجاتی ہے، اگر کاٹنے والا کتا دس دن کے اندر اندر نہ مرے، تو وہ باؤلا نہیں ہے۔

اگر باؤلے کتے نے ہاتھ یا پاؤں پر کاٹا ہو، تو زخم سے چار یا پانچ انچ اوپر کس کر پٹی باندھ دیں، تاکہ زہر مزید نہ پھیل سکے، اس کے بعد زخم کو صاف بلیڈ وغیرہ سے تھوڑا سا گہرا کریں، تاکہ خون کے ساتھ زہر بھی نکل جائے، آدھے گھنٹہ سے زیادہ بند باندھ کر نہیں رکھنا چاہئے، جیسا کہ سانپ کے کاٹنے کے بیان میں گزرا۔

اگر جسم سرد ہونے لگے، تو گرم دودھ پلائیں، سانس رُک رہا ہو، تو مصنوعی سانس جاری کریں۔

پوست ریٹھا کو پیس کر باریک سفوف بنائیں، اور چھ گرام یہ سفوف ہر دو گھنٹہ بعد دیں، اس سے قے اور دست کے ذریعے زہر خارج ہوجاتا ہے۔

یا ارنڈ کی کونپل بارہ گرام پانی میں رگڑ کر پلائیں، اور پھوک کا زخم پر لیپ کریں، اس کے نتیجہ میں زہر قے اور دستوں وغیرہ کے ذریعے خارج ہوجاتا ہے۔

فوری علاج کے بعد مریض کو ماہر معالج یا ہسپتال سے رجوع کر کے ٹیکے وغیرہ لگوانا چاہئے۔

عام کتے کا کاٹنا

اگر عام کتے نے کاٹا ہو، تو لال مرچ سرسوں کے تیل میں ملا کر متاثرہ زخم والی جگہ پر لیپ کریں یا پیاز اور نمک پیس کر متاثرہ مقام پر لیپ کریں، ابتدائی طبی امداد کے بعد مریض کو ماہر معالج یا ہسپتال لے جا کر کتے کے کاٹنے کے ٹیکے لگوانا مفید ہے۔

اسلامی ناموں کی فہرست

اسلامی ناموں اور کنیت، لقب اور نسبت ونسب سے متعلق شرعی وفقہی احکام

اور بچوں وبچیوں کے معتبر اسلامی ناموں کی فہرست

ناموں کا اصل تلفظ اور ان ناموں کے معانی اور نسبت

مصنِّف: مفتی محمد رضوان

اخبارِ ادارہ **مولانا محمد امجد حسین**

ادارہ کے شب وروز

❑...... 19/ 26/ شعبان اور 4/ 11/ رمضان، بروز جمعہ کو متعلقہ مساجد میں وعظ ومسائل کے معمولات ہوئے۔

❑...... 7، 14/ 21/ 28 شعبان اور 6/ 13/ رمضان، بروز اتوار کی اصلاحی مجلس حضرت مدیر صاحب کی منعقد ہوتی رہی۔

❑...... ماہِ شعبان میں اتوار اور جمعرات کی بزمِ ادب قرآنی شعبہ جات میں منعقد ہوتی ہی، رمضان میں طلبہ کی بزمِ ادب کا یہ سلسلہ موقوف ہے۔

❑...... 13/ شعبان، بروز ہفتہ، ادارہ کے ناظمِ عمومی جناب حکیم محمد فیضان صاحب کو مری روڈ، لیاقت باغ کے قریب موٹر سائیکل پر حادثہ پیش آیا، اور زخموں کے علاوہ آپ کے دماغ میں چوٹ کی وجہ سے خون جم گیا، جس کا رات گئے آپریشن ہوا۔

❑...... 13/ شعبان، بروز ہفتہ، مولانا وکیل احمد شاہ صاحب (ناظم: جامعہ اسلامیہ، صدر، راولپنڈی) ادارہ غفران تشریف لائے، حضرت مدیر صاحب سے ملاقات ہوئی۔

❑...... 14/ شعبان، بروز اتوار، آپریشن کے بعد حکیم محمد فیضان کی طبیعت نازک رہی، ICU (سول ہسپتال) میں رہے۔

❑...... 14/ شعبان، بروز اتوار، قرآنی شعبہ جات کے سالانہ امتحانات ہوئے۔

❑...... 15/ شعبان، بروز پیر، بندہ امجد نے خواتین وحضرات کے لئے دورہ ترجمہ وتفسیرِ قرآن کا آغاز کیا، جو کہ ان شاءاللہ تعالیٰ 25 رمضان کو اختتام پذیر ہوگا۔

❑...... 15/ شعبان، بروز پیر، دن بارہ بجے، جناب حکیم محمد فیضان صاحب کے سر کا دوبارہ آپریشن ہوا، جس کے بعد آپ کو خصوصی نگہداشت کے شعبہ (CCU) میں منتقل کر دیا گیا۔

❑...... 16/ شعبان، بروز منگل، دن بھر حکیم محمد فیضان صاحب بے ہوشی کے عالم میں رہے، امید وبیم کی کیفیت رہی، دن کو کچھ دیر کے لئے بے ہوشی کے عالم ہی میں حالت سنبھلی۔

❑...... 17/ شعبان، بروز بدھ، شعبہ حفظ کا سالانہ امتحان مولانا قاری فضل الحکیم صاحب زید فضلہٗ (سابق استاد: شعبہ حفظ ادارہ غفران) نے لیا۔

□...... 17 /شعبان، بروز بدھ،حکیم محمد فیضان صاحب کا ہسپتال ہی میں مشینوں کے ذریعہ سانس کا عمل جاری رہا،سر کا ایک خصوصی ٹیسٹ کیا گیا،جس سے معلوم ہوا کہ آپ کا دماغ ابھی تیس فیصد کام کر رہا ہے،جس میں طبی لحاظ سے بہترائی اور زندگی کی طرف آنے کی امید ہوتی ہے۔

□...... 18 /شعبان، بروز جمعرات، دن دس بجے کے قریب حکیم محمد فیضان صاحب کی حالت نازک ہوگئی، اور مشینوں کی ریڈنگ نیچے گرگئی، ای سی جی کیا گیا، معلوم ہوا کہ دل کی دھڑکن ختم ہوگئی ہے، اور ڈاکٹروں کی طرف سے فوت ہونے کا اعلان کر دیا گیا، جس کے بعد ضروری کارروائی کے بعد آپ کو ادارہ غفران لایا گیا، بندہ امجد، مولانا عبدالسلام صاحب اور مولانا محمد ناصر صاحب اور چند دیگر حضرات واحبابِ ادارہ نے غسل وکفن دینے کی سعادت حاصل کی۔

□...... 18 /شعبان، بروز جمعرات، بعد عصر، حکیم محمد فیضان صاحب کی نمازِ جنازہ ہوئی، آپ کے بیٹے مولانا محمد فرحان صاحب نے نمازِ جنازہ پڑھائی، ادارہ غفران کے قریب ''شاہیا'' قبرستان میں آپ کی تدفین کی گئی، نمازِ جنازہ میں لوگوں کا جمِ غفیر تھا، وسیع جنازگاہ کم پڑگئی، لوگ گلیوں میں بھی کھڑے تھے، اللہ تعالیٰ آخرت کی منزلیں آسان فرمائے، درجات بلند فرمائے۔

اِنَّ لِلّٰہِ مَا اَخَذَ وَلَـہٗ مَا اَعۡطٰی وَکُلُّ شَیۡءٍ عِنۡدَہٗ بِاَجَلٍ مُّسَمًّی

اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ.

آپ پر تاثراتی مضامین رسالہ ہٰذا میں شاملِ اشاعت ہیں (اندرونی صفحات پر ملاحظہ فرمائیں)

□...... 19 /شعبان، بروز جمعہ، بوقتِ جمعہ، حضرت مدیر صاحب کے بہنوئی جناب عابد خان صاحب کا انتقال ہوا، آپ ادارہ غفران کے قریب ہی رہائش پذیر تھے، اور ایک عرصہ سے علیل چلے آرہے تھے، رات دس بجے آپ کی نمازِ جنازہ ہوئی، اللہ تعالیٰ مغفرت فرمائے۔ آمین۔

□...... 20 /شعبان، بروز ہفتہ، بعد ظہر، مولانا مفتی احمد ممتاز صاحب زیدمجدہٗ (مدیر: جامعہ خلفائے راشدین، کراچی) ادارہ تشریف لائے، اور حضرت مدیر صاحب سے حکیم محمد فیضان صاحب کی تعزیت کی۔

□...... 21 /شعبان، بروز اتوار، مولانا نعمان اللہ نعمانی صاحب (استاذِ حدیث: جامعہ اسلامیہ، صدر، راولپنڈی) مولانا خلیل اللہ صاحب اور مولانا احسان اللہ صاحب (کلرسیداں) اور جناب ادریس صاحب (چکوال) تشریف لائے، اور حضرت مدیر صاحب سے حکیم صاحب مرحوم کی تعزیت کی۔

□...... 23/شعبان، بروز منگل، حضرت مدیر صاحب کی طرف سے، مولانا مفتی حکیم محمد ناصر صاحب کو جناب حکیم محمد فیضان صاحب کی جگہ ادارہ کی ذمہ داریاں سپرد کی گئیں، اللہ تعالیٰ ان کو صحیح طور پر خدمات انجام دینے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین۔

□...... 24/شعبان، بروز بدھ، بعد عشاء، مولانا مفتی محمد اقبال علوی صاحب زید مجدہٗ (مسجد کبریاء، حاجی کیمپ، راولپنڈی) اپنے رفقاء کے ساتھ ادارہ تشریف لائے، اور حضرت مدیر صاحب سے حکیم صاحب کی تعزیت کی۔

□...... 28/شعبان، بروز اتوار، بعد مغرب، یومِ والدین کا جلسہ ہوا، سالانہ امتحانات کے نتائج بھی سنائے گئے، اور نمایاں کارکردگی والے طلبہ وطالبات کو انعام سے نوازا گیا، والدین کے لئے بندہ امجد کا دینی بیان بھی ہوا۔

□...... 29/شعبان، بروز پیر سے قرآنی شعبہ جات میں (علاوہ شعبہ حفظ) گرمیوں کی پندرہ روزہ تعطیلات دی گئیں، یہ تعطیلات ہر سال جون میں دی جاتی ہیں۔

□...... 29/شعبان، بروز پیر سے تعمیرِ پاکستان سکول میں بھی وسط مدتی امتحانات ہوکر وسطِ اگست تک گرمیوں کی تعطیلات دی گئیں۔

□......شعبان کے اواخر تک، جناب حکیم محمد فیضان صاحب کی تعزیت کے لئے علماء ومشاہیر اور مختلف شعبہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے حضرات کثرت سے تشریف لاتے رہے، اللہ تعالیٰ ان تمام حضرات، علماء وبزرگانِ دین کو جزائے خیر سے نوازے، اوران کی دعاؤں سے حکیم صاحب کو جنۃ الفردوس عطاء فرمائے۔آمین۔

□...... 29/شعبان، پیر کی شام رمضان کے چاند کا اعلان ہوتے ہی ادارہ میں حسبِ سابق تراویح میں قرآن مجید سنانے کے مختلف حلقے قائم ہوئے، حضرت مدیر صاحب اور آپ کے صاحبزادے حافظ محمد ریحان صاحب، مسجدِ غفران میں قرآن مجید سنا رہے ہیں، ادارہ کے مختلف حصوں میں مولانا طارق محمود صاحب (ڈھائی پارے روزانہ) قاری محمد طاہر صاحب (دو پارے روزانہ) حافظ محمد عفان صاحب (دو پارے روزانہ) اور بندہ امجد حسین (ڈیڑھ پارہ روزانہ) سنا رہے ہیں، مسجد نسیم میں مولانا محمد ناصر صاحب، مسجد بلال (صادق آباد) میں مفتی محمد یونس صاحب کے ہاں قاری شہباز صاحب سنا رہے رہیں، قاری محمد جمیل صاحب (مدرس شعبہ حفظ) ہولی فیملی ہسپتال کے قریب روزانہ دو پارے اور مولانا محمد فرحان صاحب (ائرپورٹ سوسائٹی میں) روزانہ سوا پارہ سنا رہے ہیں، مولانا غلام بلال صاحب اپنے گھر میں، مولانا شعیب احمد صاحب صادق آباد میں اور حافظ صہیب احمد صاحب اپنے گھر میں قرآن مجید سنا رہے ہیں، بندہ کا بیٹا محمد عشرت وقاص، سات پاروں کا حافظ ہے، تین پارے

اس نے بھی اپنے شوق سے چھوٹے بچوں کو تراویح میں سنائے۔

☐......حسبِ سابق اس سال میں بھی مسجدِ غفران میں حضرت مدیر صاحب کی تراویح کے بعد بیان اور مسائل کی نشست بحمد اللہ تعالیٰ منعقد ہو رہی ہے۔

☐......5 / رمضان، ہفتہ، مولانا عبد الغفار ذہبی صاحب، ادارہ تشریف لائے، حضرت مدیر سے علمی امور پر گفتگو ہوئی۔

☐......6 / رمضان، اتوار، مسجدِ غفران میں ڈھائی ٹن کا ائر کنڈیشن نصب کیا گیا، جو کہ ادارہ کے دیرینہ پڑوسی بزرگ حاجی محمد بشیر صاحب (قطر والوں) نے مسجد کو عطیہ کیا۔

☐......10 / رمضان، جمعرات، حضرت مدیر صاحب کے چھوٹے بھائی جناب عدنان خان صاحب نے عمرہ پر جانے کے شکرانہ کے طور پر اپنے گھر میں حضرت مدیر صاحب واہلِ خانہ اور ادارہ کے ارکان اور اپنے چند احباب کی افطار پر دعوت کی۔

☐......11 / رمضان، بروز جمعہ، جناب عدنان خان صاحب (حضرت مدیر صاحب کے بھائی) عمرہ کے سفر کے لئے براستہ لاہور روانہ ہوئے، لاہور سے ان کی رات آٹھ بجے کی فلائیٹ تھی، اللہ تعالیٰ مقبول ومبرور عمرہ کی سعادت عطا فرمائے، اور اصلاح کا ذریعہ بنائے۔

☐......11 / رمضان، بارہویں شب، مولانا طارق محمود صاحب کا تراویح میں ختم قرآن مجید ہوا۔

☐......14 / رمضان، پندرہویں شب، قاری محمد طاہر صاحب کا تراویح میں ختمِ قرآن مجید ہوا۔

☐......14 / رمضان، پندرہویں شب، قاری محمد جمیل صاحب کا تراویح میں ختمِ قرآن مجید ہوا۔

☐......14 / رمضان، بروز پیر، گرمیوں کی تعطیلات کے اختتام پر شعبہ ناظرہ بنین وبنات میں تعلیم کا آغاز ہوا۔

بسلسلہ: ارکانِ اسلام

حج کا طریقہ

حج کرنے کا صحیح طریقہ، اور حج سے متعلق مختلف کوتاہیوں اور غلط فہمیوں کا ازالہ

حج کے مناسک سے متعلق مفصل احکام، احرام اور اس سے متعلق احکام، حج کی تینوں قسموں کے احکام، منیٰ، مزدلفہ، عرفات، رَمی، طواف، سعی، حلق وقصر، زمزم، حرمین شریفین، مسجدِ حرام، مدینہ منورہ، اور مسجد نبوی سے متعلق احکام

مصنِّف: مفتی محمد رضوان

اخبارِ عالم

حافظ غلام بلال

دنیا میں وجود پذیر ہونے والے اہم و مفید حالات و واقعات، حادثات و تغیرات

21/مئی/2016ء/ 13/شعبان المعظم/1437ھ: پاکستان: نفرت آمیز مذہبی تقاریر پر 3سال قید، مقدمہ میں غلط بیانی پر بھی سزائیں، قومی اسمبلی میں ترمیمی بل منظور ☎ پاکستان نے نیوکلیئر سپلائرز گروپ کے لئے باضابطہ درخوست دے دی 22/مئی: پاکستان: پولیو: پاکستان پر سفری پابندی میں 3ماہ توسیع 23/مئی: پاکستان: گرمی کی لہر برقرار، فیصل آباد اور مختلف جگہوں میں 5افراد ہلاک، متعدد بے ہوش 24/مئی: پاکستان: سری لنکن سیلاب متاثرین کے لئے امدادی سامان بھجوادیا 25/مئی: سعودی عرب: منیٰ میں جمرات تک سڑک کشادہ کرنے کا کام جاری ☎ پاکستان: عازمین حج کو سفری سہولیات نہ دینے پر آپریٹروں کو کاروائی کا انتباہ 26/مئی: پاکستان: تمام شناختی کارڈ کی تصدیق کرنے کا حکم، غیر ملکیوں کے زیرِ استعمال پاکستانی شناختی کارڈ فوری منسوخ کرنے کی ہدایت، وفاقی وزیرِ داخلہ 27/مئی: پاکستان: کوئٹہ، افغان انٹیلی جنس کے 6دہشت گرد گرفتار 28/مئی: پاکستان: پختونخواسمبلی: رمضان عید ایک دن منانے کی قرار دادیں منظور 29/مئی: پاکستان: یومِ تکبیر جوش و جذبے سے منایا گیا، ملک بھر میں تقریبات ☎ امریکہ: کیلیفورنیا، ٹرمپ کے حامیوں اور مخالفین میں تصادم 35 گرفتار 30/مئی: پاکستان: یکم رمضان المبارک سے ریلوے کرایوں میں 10 تا25فیصد کمی کا اعلان 31/مئی: پاکستان: کابینہ اقتصادی کونسل کے اجلاس، وزیراعظم کی لندن سے صدارت، بجٹ منظور، بجٹ 4.5ٹریلین کا ہوگا، دفاع کے لئے 860ارب، ترقیاتی منصوبوں کے لئے 1675ارب مختص، تنخواہوں میں 5سے 10فیصد، پنشن میں 15فیصد تک اضافے کی تجویز، سٹیشنری، سیمنٹ، موبائل فونز، سگریٹ، چینی اور مشروبات سمیت درجنوں اشیاء مہنگی یکم/جون: پاکستان: لندن وزیرِ اعظم پاکستان کا آپریشن کامیاب، قوم کی دعاؤں کا شکریہ، جلد واپسی کی امید ☎ پٹرولیم مصنوعات کی قیمتیں برقرار، حکومت کا ساڑھے 8ارب سبسڈی دینے کا فیصلہ 2/جون: پاکستان: بغیر دستاویزات سرحد پار کرنے پر پابندی، 30افغانی واپس، بغیر ویزہ سرحد پار کرنے پر مکمل پابندی 3/جون: پاکستان: پٹھانکوٹ حملے میں پاکستان ملوث نہیں، بھارت کی کلین چٹ ☎ بنگلہ دیش: پاکستان سے محبت پر ایک اور بنگلہ دیشی کو سزائے موت 2 کو عمر قید 4/جون: پاکستان: 49 کھرب 95ارب کا وفاقی بجٹ پیش،

تنخواہوں پنشن میں 10فیصد اضافہ، کھادیں، زرعی ادویات، لیپ ٹاپ کمپیوٹر سستے ✍5/ جون: پاکستان: جذبۂ خیر سگالی، پاکستان نے 18بھارتی ماہی گیر رہا کردیئے ✍6/ جون: سعودیہ چین سمیت کئی ممالک میں ماہِ رمضان کا آغاز ✍7/ جون: پاکستان: رمضان المبارک کا چاند، برسوں بعد ملک میں رمضان کا ایک ساتھ آغاز۔سحری وافطار میں لوڈشیڈنگ نہ کرنے کا حکومتی عندیہ ✍8/ جون: پاکستان: رمضان کے آغاز پر مہنگائی کا طوفان، سبزیوں، پھلوں کی قیمتوں میں کئی گنا اضافہ، روزے داروں کی مشکلات میں اضافہ، ذخیرہ اندوز اور ناجائز منافع خور متحرک ✍9/ جون: پاکستان: اسلام آباد، رمضان المبارک میں سیکورٹی انتظامات مزید سخت کرنے کی ہدایت ✍10/ جون: ویانا: نیوکلیئر سپلائر گروپ اجلاس، چین سمیت 6ممالک نے بھارت کی مخالفت کردی ☎ عظیم باکسر محمد علی کی نمازِ جنازہ، ہزاروں افراد کی شرکت ✍11/ جون: پاکستان: الیکشن کمیشن، چاروں ارکان ریٹائر، نئی تقرریوں تک الیکشن کمیشن پیر سے غیر فعال ✍12/ جون: پاکستان: حکومت نے بیرونی آمدن بینک کے ذریعے منتقلی پر 50فیصد ٹیکس چھوٹ دے دی ✍13/ جون: پاکستان: طورخم بارڈر پر افغان اور پاک فورسز میں فائرنگ کا تبادلہ، 3پاکستانی اہلکار زخمی، پاک فوج کی بھرپور جوابی کاروائی، وزیرِاعظم کا اظہارِ تشویش، افغان حکومت سے تحقیقات کا مطالبہ ☎ امریکہ: ہم جنس پرستوں کے کلب میں فائرنگ، 50ہلاک، حملہ آور بھی مارا گیا، حملہ آور افغان نژاد امریکی نکلا ✍14/ جون: پاکستان: شورکوٹ خانیوال موٹروے کے لئے 10 کروڑ ڈالر قرض منظور ✍15/ جون: پاکستان: غیرت کے نام پر قتل ناقابلِ معافی جرم ہے، اسلامی نظریاتی کونسل ✍16/ جون: پاکستان: پاک افغان سرحد پر سیز فائر، تعمیراتی کام دوبارہ شروع، چمن بارڈر پر بھی ریڈ الرٹ جاری ☎ اسلام آباد، راولپنڈی، خیبر پختونخوا میں طوفانی بارشیں، 19جاں بحق، 113زخمی ✍17/ جون: پاکستان: انتخابات 2018 کی تیاریاں شروع، الیکشن کمیشن متحرک، سکیننگ شروع ✍18/ جون: پاکستان: سینٹ کی 86 سفارشات بجٹ میں شامل، زرعی ادویات وآلات پر مزید ٹیکس چھوٹ ✍19/ جون: پاکستان: طورخم سرحد کھول دی گئی، آمدورفت بحال، افغان شہریوں کے لئے سفری دستاویزات لازمی قرار۔ ✍20/ جون: پاکستان: پاکستان اور افغانستان سرحدی مسائل کے حل پر متفق، طورخم بارڈر پر معمولات بحال، پاکستان داخل ہونے والوں کا اندراج۔ من مانے حج پیکیجز کی روک تھام کے لئے کڑی پابندیاں عاید، مکہ اور مدینہ میں بھی مانیٹرنگ ہوگی۔